مسلسل اشاعت کے ۵۴ سال

ماہنامہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ: ۵ جلد: ۲۰ جمادی الاول ۱۴۳۷ مارچ 2016

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کی
رکنیت سازی میں بھرپور حصہ لیجیے

سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ

کتابت حدیث اور حفاظت حدیث

حاجی اشتیاق احمد کی یاد میں

ختم نبوت کے مثالی سپوت
مولانا عبدالغنی شاہجہانپوری

قادیانی اور کلمہ طیبہ

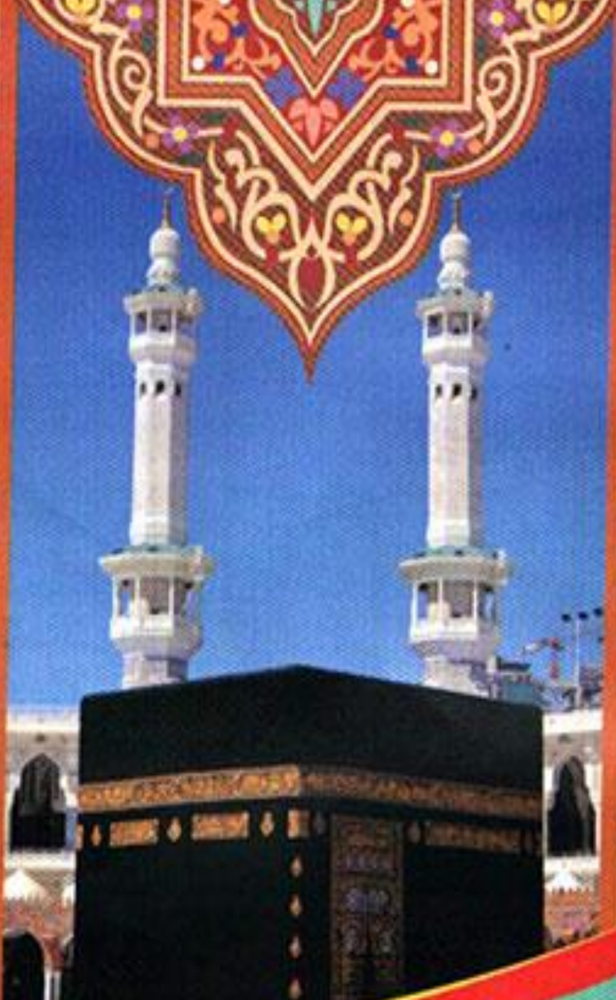

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۵ ○ جلد: ۲۰

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ	پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: شکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رکنیت سازی میں بھرپور شرکت فرمائیں	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ	حضرت مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ	5
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:9)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	13
کتابت حدیث اور حفاظت حدیث	مولانا فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ	15
تفصیل واقعۂ حرہ	مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	20
تبلیغی جماعت کے بارے میں میرے مشاہدات (قسط نمبر:2)	حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہ	29

شخصیات

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ	مولانا اللہ وسایا	31
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ	39
حاجی اشتیاق احمد رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں	جناب اعجاز احمد	41
تحفظ ختم نبوۃ کے مثالی سپوت، مولانا عبدالغنی شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ	شاہ عالم گورکھپوری دارالعلوم دیوبند	44

ردقادیانیت

ختم نبوت	مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ	46
ایک تحریری علمی مناظرہ (آخری قسط)	حضرت مولانا بلال احمد دہلوی	48
قادیانی اور کلمہ طیبہ	مولانا محمد علی صدیقی	53

متفرقات

تبصرۂ کتب	ادارہ	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رکنیت سازی میں بھرپور شرکت فرمائیں

ہر تین سال بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی ملک بھر میں رکنیت سازی ہوتی ہے۔ دستور کے تحت اس کے لئے: ”جنرل کونسل اور مجلس عمومی“ کے اراکین منتخب کئے جاتے ہیں جو پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو مرکزی نائب امراء کا انتخاب کرتے ہیں۔ پھر امیر مرکزیہ، دو مرکزی نائب امراء، بمشورہ مرکزی مجلس شوریٰ، مجلس کے دیگر مرکزی عہدیداروں کی نامزدگی فرماتے ہیں۔ یوں اگلے تین سال کے لئے عالمی مجلس کی مرکزی باڈی کی تشکیل کا عمل مکمل ہوجاتا ہے۔

اس سال بھی ربیع الاوّل سے رکنیت سازی کا عمل شروع کرنے کی مرکزی مجلس شوریٰ نے منظوری دی ہے۔ مقامی جماعتوں کی تشکیل اور مجلس عمومی کے چناؤ کا عمل چناب نگر ختم نبوت سالانہ کانفرنس سے قبل مکمل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ کانفرنس کے موقعہ پر مجلس عمومی کا اجلاس منعقد کیا جاسکے جس میں مرکزی دو نائب امراء کا چناؤ ہوسکے۔

اس وقت ملک عزیز کے جو حالات ہیں ان کو سامنے رکھنا کر ضروری ہے۔ کھلی آنکھوں اور گہری بصیرت کے تحت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے رکن سازی کی جائے۔ تاکہ پرامن جدوجہد کے لئے بھرپور مخلصانہ جدوجہد کرنے والے رفقاء کرام اس پلیٹ فارم کو مہیا ہوسکیں۔

عامۃ المسلمین جانتے ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک غیرسیاسی، مذہبی، تبلیغی ادارہ ہے۔ اس کا مقصد وحید رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس اور وصف خاص عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہے اور بس۔

الحمدللہ! اس جماعت کی بنیاد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا تاج محمودؒ ایسے بیسیوں اکابر نے گہری سوچ وفکر کے ساتھ رکھی تھی۔ کتنے بزرگوں کی نیم شبانہ دعاؤں اور استخاروں اور اللہ رب العزت کی ذات گرامی سے الحاح وزاری اور تمناؤں کے نتیجہ میں یہ پلیٹ فارم امت کو میسر آیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ سعادت حاصل ہے کہ ہمیشہ اہل حق نے اس کی نہ صرف سرپرستی

فرمائی۔بلکہ اس کے کام کو سراہا اور ہمیشہ اپنی محبت قیادت وسیادت سے سرفراز فرمایا۔شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا محمد جمیل خانؒ، مولانا مفتی نظام الدینؒ ایسے سینکڑوں اکابر اس قافلہ کے ساتھ عملاً نہ صرف شریک سفر رہے۔بلکہ اس کی قیادت وسیادت کا فریضہ انجام دیا۔

مولانا مفتی زین العابدینؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا عبدالحقؒ، مولانا میاں عبدالہادی دین پوریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا عبداللہ بہلویؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا گل بادشاہ، مولانا عبدالکریم صاحب بیر شریف، ایسے سینکڑوں حضرات نے اس پلیٹ فارم کو اپنا پلیٹ فارم سمجھا۔اس کے کام کو اپنا کام سمجھا اور برابر اس میں ساعی رہے۔

مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ، مولانا محمد علی مونگیریؒ، مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ ایسے اکابر کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے محنت کو دیکھا جائے تو ایک نور کی سنہری لڑی سیدنا صدیق اکبرؓ کے وجود مسعود تک ایک تسلسل کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ پھر اگر ان بزرگوں کی عقیدہ کے لئے محنت کی جدوجہد کو بطور نمونہ کے اس دور میں پیش کرنے کی ضرورت ہو تو اسے آسان لفظوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

دیکھئے اور بار بار محبت بھری نظروں اور عمیق نگاہوں سے ملاحظہ کیا جائے کہ اس میں نہ رسہ کشی، نہ عہدوں کی جنگ، نہ اقتدار کا جھگڑا، نہ آگے بڑھنے کی مرض، نہ ٹانگیں کھینچنے کا شغل، ایک دھن اور خالصتاً دین کی سربلندی، عقیدۂ ختم نبوت کی پاسداری وعمل داری کے ساتھ ساتھ عشق ومحبت رسول ﷺ کا ایک نشہ ہے جسے نصیب ہو جائے۔اسی نشہ اور صدق وصفاء کی کاوش ہے کہ برابر یہ قافلہ بڑھتا جارہا ہے اور اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ہر اٹھتا قدم منزل کے قریب کررہا ہے اور منزل مراد بڑی پرکشش اداؤں کے ساتھ قریب تر ہورہی ہے۔

ختم نبوت کے اس پلیٹ فارم کو جو کامیابیاں آئینی طور پر نصیب ہوئیں انہیں ایک نظر اپنے تصور میں لائیں اور اس کام کے لئے آگے بڑھیں کہ یہ نیکی اور خالصتاً نیکی کا کام ہے۔

تمام رفقاء حضرات مقامی مبلغین کے ساتھ رابطہ کر کے اپنی اولاد، اپنے عزیزوں سمیت اس کی رکنیت کی جدوجہد میں شریک ہوکر ایک ریکارڈ قائم کریں۔اللہ تعالیٰ توفیق رفیق فرمائیں۔آمین!

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ

حضرت مولانا محمد نافع ؒ

صاحبزادی حضرت رقیہؓ حضرت زینبؓ سے چھوٹی ہیں۔ان کی والدہ محترمہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد بن اسد ہیں۔علماء لکھتے ہیں کہ رقیہؓ اپنی بڑی بہن حضرت زینبؓ کے تین برس بعد پیدا ہوئیں۔اس وقت سردار دو عالم ﷺ کی عمر مبارک قریباً تینتیس (۳۳) برس کی تھی۔جناب رقیہؓ نے اپنی بہنوں کے ساتھ اپنے والد شریف ﷺ کی نگرانی میں تربیت پائی اور اپنے سن شعور کو پہنچیں۔ان کے والدین شریفین کی تربیت اکسیر اعظم تھی جو ان کے آئندہ کمالات زندگی کا باعث بنی۔خواتین میں سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں۔ان کے ساتھ آپ کی صاحبزادیاں اسلام لانے میں پیش پیش ہیں۔جس وقت ان کی والدہ محترمہ اسلام لائیں تو ان کے ساتھ یہ صاحبزادیاں بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں اور بیعت نبوی ﷺ کے ساتھ شرف عزت حاصل کیا۔

”واسلمت حین اسلمت امها خدیجة بنت خویلد وبایعت رسول الله ﷺ هی واخواتها حین بایعه النساء“ (طبقات ابن سعد ج۸ ص ۲۴)

جب خدیجۃ الکبریٰؓ اسلام لائیں تو حضرت رقیہؓ نے بھی اسلام قبول کیا اور جب دوسری عورتوں نے بیعت کی تو حضرت رقیہؓ اور ان کی بہنوں نے بھی جناب رسول خدا ﷺ کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت رقیہؓ کا نکاح

اسلام سے قبل اس دور کے دستور کے مطابق سردار دو جہاں ﷺ نے اپنی دونوں صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کا نکاح بالترتیب اپنے چچا ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ کر دیا تھا۔یہ صرف انتساب نکاح تھا اور رخصتی نہیں ہوئی تھی اور شادی بیاہ کی نوبت نہیں آئی تھی۔پھر اسلام کا دور شروع ہوا۔آنجناب ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی۔توحید کی آیات اتریں۔شرک وکفر کی مذمت برملا کی گئی۔حتیٰ کہ سورۃ ”تبت یدا ابی لهب وتب...... الخ“ ابولہب کے نام کے ساتھ نازل ہوئی۔اس پر کفار مکہ کی عداوت اہل اسلام کے ساتھ انتہا کو پہنچ گئی اور ابولہب کا غیض وغضب حدود واخلاق سے تجاوز ہو گیا۔ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو حکم دیا کہ اگر تم محمد (ﷺ) بن عبداللہ کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے تو میں تم کو منہ نہیں لگاؤں گا اور تمہارا چہرہ تک نہیں دیکھوں گا۔یہ طلاق اس وقت ان دختران نبی کا غیبی اعزاز تھا۔تقدیر الٰہی نے فیصلہ کیا کہ یہ پاک صاحبزادیاں عتبہ اور عتیبہ کے ہاں نہ جاسکیں۔باپ کے

کہنے پر عتبہ اور عتیبہ نے دونوں معصوم دختران نبی ﷺ (یعنی رقیہؓ اور ام کلثومؓ) کو طلاق دے دی اور یہ رشتہ صرف اسلام کے ساتھ عداوت کی بناء پر منقطع کر دیا گیا۔

”فلما بعث رسول اللہ وانزل اللہ ”تبت یدا ابی لھب“ قال له ابوہ ابو لھب راسی من راسک حرام ان لم تطلق ابنته ففارقها ولم یکن دخل بها“

(الاصابہ لابن حجر ج۴ص۲۹۷ ،طبقات ابن سعد ج۸ص۲۴)

ان دونوں صاحبزادیوں (رقیہؓ اور ام کلثومؓ) کا کوئی قصور اور عیب نہ تھا۔ محض رسول خدا ﷺ کی اولاد ہونے کی وجہ سے ان کو یہ اذیت پہنچائی گئی اور کسی عورت کو بلاوجہ طلاق دیا جانا اس کے حق میں نہایت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اس کے فطری احساسات مجروح ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ ان معصومات وطاہرات نے دین اسلام کی خاطر برداشت کیا۔ گو اس طلاق میں ان کا اپنا ہی اعزاز اور کفار۔ کے ہاں جانے سے ایک عملی احتراز تھا۔ (ﷺ)

حضرت عثمانؓ سے نکاح

جب ابولہب کے بیٹوں نے حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو طلاق دے دی تو اس کے بعد نبی اقدس ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا نکاح مکہ شریف میں حضرت عثمانؓ بن عفان کے ساتھ کر دیا۔ عبداللہ بن عباسؓ نقل کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں اپنی صاحبزادی رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ بن عفان کے ساتھ کر دوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ کے ساتھ مکہ شریف میں کر دیا اور ساتھ ہی رخصتی کر دی۔ (کنزالعمال ج۶ص۳۷۵)

حضرت علی المرتضیٰ حضرت عثمانؓ کے حق میں ذکر کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے عثمانؓ بن عفان کو ایک صاحبزادی نکاح کر کے دی۔ (اس کے انتقال کے بعد) پھر اپنی دوسری صاحبزادی ان کے نکاح میں دے دی۔ نکاح یکے بعد دیگرے منعقد ہوئے۔

”وزوجه رسول اللہ ﷺ واحدة بعد واحدة“ (کنزالعمال ج۶ص۳۷۹)

نبی اقدس ﷺ کا حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان صاحبزادیوں کا نکاح کر دینا حضرت عثمانؓ کے لئے بہت بڑی سعادت مندی ہے اور خوش بختی ہے جو ان کو نصیب ہوئی۔ حضرت عثمانؓ حضور ﷺ سے دوہری دامادی کا شرف پا گئے۔ علماء تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رقیہؓ کو حسن اور جمال کے وصف سے خوب نوازا تھا۔ صاحب تاریخ الخمیس اپنی تاریخ میں اور محب الطبری اپنی کتاب ”ذخائر العقبیٰ“ میں اسے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں: ”وکانت ذات جمال رائع“ یعنی حضرت رقیہؓ نہایت عمدہ جمال کی حامل تھیں۔ جس وقت حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان کی شادی اور بیاہ ہوا ہے تو اس دور کے قریش کی

عورتیں ان زوجین پر رشک کرتی تھیں اور دونوں کے حسن وجمال کو مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ تعبیر کرتی تھیں۔

وتزوجها عثمان بن عفان وكانت نساء قريش يقلن حين تزوجها عثمانؓ ۔
احسن شخصين راى انسان رقية و بعلها عثمانؓ

”یعنی قریش کی عورتیں کہتی تھیں کہ انسان نے جو حسین ترین جوڑا دیکھا ہے وہ رقیہؓ اور ان کے خاوند عثمانؓ ہیں۔“ (تفسیر القرطبی ج۱۴ ص۲۴۲)

ہجرت حبشہ

اسلام کا یہ ابتدائی دور تھا اور مسلمانوں پر مختلف قسم کے دباؤ ڈالے جارہے تھے اور کئی قسم کے مصائب کا اہل اسلام کو سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس دوران نبی اقدس ﷺ نے ان لوگوں کو جو مسلمان ہو چکے تھے یہ مشورہ دیا کہ حبشہ کی ولایت کی طرف اگر تم سفر اختیار کرلو تو بہتر رہے گا۔ اس لئے کہ ارض حبشہ کا بادشاہ ایسا شخص ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہاں لوگ آرام وسکون سے زندگی بسر کرسکیں گے۔ وہاں لوگوں پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جاتی اور وہ پرامن علاقہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی کشادگی کی صورت فرمادیں گے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے چند لوگ حبشہ کی ولایت کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکل پڑے۔ یہ لوگ اہل مکہ کے فتنہ سے بچنا چاہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے دین کو بچانے کے لئے گھر سے نکل پڑے تھے اور یہ اسلام میں پہلی ہجرت تھی جو اہل اسلام کو پیش آئی۔ قرآن مجید میں مہاجرین کے حق میں بہت سی فضیلت کی آیات آئی ہیں، ان میں سے ایک یہاں درج کی جاتی ہے: ”والذين هاجروا في الله من بعد ما ظلموا لنبوئنهم في الدنيا حسنة ولاجر الآخرة اكبر ...... الخ (پارہ نمبر:۱۴)“ ﴿جن لوگوں نے ستم رسیدہ ہونے کے بعد اللہ کے راستے میں ہجرت کی اور ترک وطن کیا ان لوگوں کو ہم دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر بہت بڑا ہے...... الخ!﴾

یہ آیات قرآنی عام ہیں اور ہر اس ہجرت کو شامل ہیں جو دین کی خاطر ہو۔ سو مہاجرین حبشہ بھی ان کا مصداق ہیں اور وہ ان فضیلتوں کے حامل ہیں جو مالک کریم نے مصائب وشدائد پر مرتب فرمائیں اور انہیں بڑے انعامات سے نوازا۔ اور جو حضرات اس ہجرت میں مکہ شریف سے نکلے تھے، ان میں حضرت عثمانؓ بن عفان اور ان کی اہلیہ محترمہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ مسلمانوں میں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کا یہ پہلا قافلہ تھا اور نبوت کے پانچویں سال میں ہجرت حبشہ کا یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

(البدایہ والنہایہ ج۳ ص۶۶)

ہجرت حبشہ کے بعد ان ہجرت کرنے والوں کی خیر وعافیت کے احوال ایک مدت تک معلوم نہ

ہوسکے۔ نبی اقدس ﷺ کو ان کے متعلق پریشانی لاحق تھی۔ اسی دوران قریش کی ایک عورت حبشہ کے علاقہ سے مکہ شریف پہنچی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے ہجرت کرنے والوں کے حال واحوال دریافت فرمائے تو اس نے بتلایا کہ اے محمد (ﷺ) آپ کے داماد اور آپ کی دختر کو میں نے دیکھا ہے تو رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ کیسی حالت پر دیکھا ہے؟ تو اس نے ذکر کیا کہ عثمانؓ اپنی بیوی کو ایک سواری پر سوار کئے ہوئے لے جارہے تھے اور خود سواری کو پیچھے سے چلا رہے تھے تو اس وقت نبی اقدس ﷺ نے جملہ دعائیہ فرمایا: ”کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مصاحب اور ساتھی ہو۔“ حضرت عثمانؓ ان لوگوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی۔ (اسدالغابہ ج۵ص۴۸۷)

شیعہ علماء نے ہجرت حبشہ کا واقعہ اس طرح تحریر کیا ہے کہ: ”حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ کفار مکہ سے روپوش ہو کر یہ حضرات حبشہ کی طرف روانہ ہوگئے تھے۔ ان میں (حضرت) عثمان بن عفان (ؓ) بھی تھے اور ان کی اہلیہ رقیہؓ بنت رسول خدا ﷺ بھی ان کے ہمراہ تھیں۔

(ملاحظہ فرمائیں حیات القلوب ج۲ص۳۳۰، الانوار النعمانیہ ج۱ص۳۶۷)

مہاجرین حبشہ نے حبشہ کے علاقہ میں ایک مدت گزاری۔ پھر وہاں سے مکہ شریف کی طرف واپس ہوئے۔ ان حضرات میں حضرت عثمانؓ بھی اپنی اہلیہ (حضرت رقیہؓ) سمیت واپس ہوئے۔ اسی دوران نبی اقدس ﷺ مکہ شریف سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے جاچکے تھے۔ ہجرت حبشہ کے بعد پھر حضرت عثمانؓ ہجرت مدینہ کے لئے تیار ہوگئے اور اپنی اہلیہ (حضرت رقیہؓ) سمیت مدینہ شریف کی طرف دوسری ہجرت کی۔ ”والذی علیہ اہل السیران عثمان رجع الیٰ مکۃ من حبشۃ مع من رجع ثم ہاجر باھلہ الی المدینۃ“ (الاصابہ لابن حجر ج۴ص۲۹۸)

دوبارہ ہجرت کا اعزاز

اس سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت عثمانؓ اپنی اہلیہ محترمہ سمیت دو ہجرتوں کے مہاجر ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے راستے میں دین کی خاطر دوبارہ ہجرت نصیب فرمائی۔ ایک بار انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دوسری مرتبہ مکہ شریف سے مدینہ منورہ کی طرف مشہور ہجرت کا شرف حاصل کیا۔ دوبارہ ہجرت کی فضیلت ایک بہت بڑا شرف ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو نصیب فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضرت رقیہؓ بھی ان دو ہجرتوں سے مشرف ہوئیں اور ان کو یہ عظیم فضیلت حاصل ہوئی۔ دوبارہ ہجرت کی فضیلت اس حدیث سے بھی ثابت ہے جس میں حضرت اسماءؓ بنت عمیس کا یہ واقعہ مذکور ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضرت اسماءؓ بنت عمیس کو کہہ دیا کہ ہم نے (مکہ سے مدینہ شریف) کی طرف ہجرت کرنے میں تم سے سبقت کی۔ پس ہم رسول خدا ﷺ کے ساتھ تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ یہ سن کر حضرت اسماءؓ نے رسالت مآب ﷺ

کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ عمرؓ بن خطاب یوں کہتے ہیں تو آنجناب ﷺ نے تسلی دلائی اور فرمایا کہ: ’’لہ ولاصحابہ ھجرۃ واحدۃ ولکم انتم اھل السفینۃ ھجرتان ‘‘ (ہجرت حبشہ میں کشتیوں پر سواری پیش آئی تھی۔ کشتیوں کے بغیر اس زمانہ میں ارض حبشہ کی طرف سفر نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے مہاجرین حبشہ کو اہل سفینہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے) یعنی اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے ایک ہجرت ہے اور اے اہل سفینہ! تمہارے لئے دو ہجرتیں ہیں۔ تمہارے لئے دوگنا ثواب ہے۔ (مسلم ج۲ ص۳۰۲)

اولاد

علماء نے لکھا ہے کہ حبشہ میں ان کے ہاں ایک ناتمام بچہ پیدا ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد ان کا دوسرا بچہ حبشہ میں ہوا، جس کا نام ’’عبداللہ‘‘ رکھا گیا اور اسی نام کی نسبت سے حضرت عثمانؓ کی کنیت ’’ابوعبداللہ‘‘ مشہور ہوئی۔ اپنے والدین کے ساتھ نواسۂ رسول عبداللہ مدینہ شریف پہنچے۔ اہل سیر لکھتے ہیں کہ عبداللہ جب قریباً چھ برس کی عمر کو پہنچے تو ان کی آنکھ میں ایک مرغ نے ٹھونگ لگا کر زخم کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کا چہرہ متورم ہوگیا تھا۔ پھر وہ ٹھیک نہ ہوسکا۔ اسی حالت میں وہ انتقال کر گئے۔ یہ اپنی والدہ کے بعد جمادی الاوّل ۴ھ میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔ اس کے سوا حضرت رقیہؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

’’وکانت قد اسقطت من عثمان سقطًا ثم ولدت بعد ذالک عبداللہ وکان عثمان یکنی بہ فی الاسلام وبلغ سنین فنقرہ دیک فی وجھہ فمات ولم تلدلہ شیئًا بعد ذالک‘‘ (اسد الغابہ ج۵ ص۴۵۶)

اور شیعہ علماء نے بھی حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے عبداللہ (جو حضرت رقیہؓ سے متولد تھے) کے متعلق اسی طرح لکھا ہے کہ وہ صغیر السن تھے کہ ایک مرغ نے اس کی آنکھوں میں چونچ سے زخم کر ڈالا۔ اس کی وجہ سے وہ بیمار پڑ گئے۔ حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی۔ شیخ نعمۃ اللہ الجزائری شیعی مجتہد لکھتا ہے کہ: ’’فولدت لہ عبداللہ ومات صغیرا نقرہ دیک علی عینیہ فمرض ومات‘‘ (الانوار النعمانیہ ج۱ ص۸۰)

بلاذری وغیرہ نے ذکر کیا ہے جب صاحبزادہ عبداللہ بن عثمان کا انتقال ہوا سردار دو جہاں ﷺ نہایت غمناک ہوئے۔ اسی پریشانی کی حالت میں آنجناب ﷺ نے عبداللہ کو اٹھا کر گود میں لیا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہوئیں اور فرمایا کہ: ’’بے شک اللہ تعالیٰ اپنے رحیم وشفیق بندوں پر رحم فرماتا ہے۔‘‘ اس کے بعد اس کی نماز جنازہ خود پڑھی ہے۔ پھر دفن کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ قبر میں اترے اور ان کو دفن کر دیا۔

’’واما عبداللہ بن عثمانؓ فان رسول اللہ ﷺ وضعہ فی حجرہ ودمعت علیہ عینہ وقال انما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء وصلی علیہ رسول اللہ ﷺ ونزل عثمان فی حضرتہ‘‘ (انساب الاشراف ج۱ ص۴۰۱)

روایات میں آتا ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے اپنی خادمہ ام عیاش بطور ہدیہ کے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کو عنایت فرمائی تھی۔ ام عیاش حضرت رقیہؓ کی خدمت گزاری کے لئے حضرت عثمانؓ کے گھر رہتی تھیں اور حضرت رسالت مآب ﷺ کی طرف سے خاص عنایت کریمانہ تھی کہ ایک خادمہ خاص طور پر حضرت رقیہؓ کو عنایت فرمادی تھی تاکہ صاحبزادی رقیہؓ کے لئے خانگی کام کاج میں سہولت رہے۔ "بعثها مع ابنته الی عثمان (رضی الله عنهما)" (اسدالغابہ ج۵ص۲۰۷)

ہدایا

سردار دو جہاں ﷺ کے ایک خاص خادم اسامہ بن زیدؓ تھے جو زیدؓ بن حارثہ کے بیٹے تھے اور آنجناب ﷺ کے خاص خدام میں سے شمار ہوتے تھے۔ اسامہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سردار دوعالم ﷺ نے مجھے ایک بار گوشت کا پیالہ بھر کر عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ عثمانؓ بن عفان کے گھر پہنچا دیں۔ پس میں یہ ہدیہ لے کر حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ تشریف فرما تھے۔ میں نے وہ ہدیہ حضرت رسالت مآب ﷺ کی طرف سے ان دونوں کی خدمت میں پیش کیا۔ (کنزالعمال ج ص۳۸۰)

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر حضرت عثمانؓ نے شہد اور گھی سے مرکب عمدہ طعام تیار کیا (جس کو عربی میں الخبیص کہتے تھے) وہ آپ نے آنجناب ﷺ کی خدمت اقدس میں ارسال کیا۔ اس وقت آنجناب ﷺ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں قیام فرما تھے۔ جس وقت یہ ہدیہ پہنچا تو آنجناب ﷺ گھر میں موجود نہیں تھے۔ جب آپ ﷺ خانہ اقدس میں تشریف لائے تو ام المؤمنین ام سلمہؓ نے وہ ہدیہ پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ ہدیہ کس نے ارسال کیا ہے؟ تو اہل خانہ نے عرض کیا کہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے یہ پہنچا ہے۔ ام المؤمنین ام سلمہ فرماتی ہیں کہ اس وقت آنجناب ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! عثمانؓ تجھے راضی کرنا چاہتے ہیں تو بھی ان سے راضی ہو۔ (البدایہ والنہایہ ج۷ص۲۱۲)

خادمہ کا عنایت فرمانا اور ہدایا کا باہمی ارسال کیا جانا وغیرہ کے واقعات بتلا رہے ہیں کہ آنجناب ﷺ کی توجہات کریمانہ اپنی صاحبزادی رقیہؓ اور اپنے داماد کی طرف مبذول رہتی تھیں اور یہ شائستہ تعلقات دائماً قائم تھے۔ سردار دو جہاں ﷺ اپنی صاحبزادی کے ہاں بعض اوقات تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کے احوال کی خیریت دریافت فرماتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنجناب ﷺ اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ اپنے زوج حضرت عثمانؓ کے سر کو دھو رہی تھیں تو آنجناب ﷺ نے اس خدمت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: "اے بیٹی! اپنے خاوند عثمانؓ کے ساتھ اچھا سلوک رکھا کریں اور حسن معاملہ کے ساتھ زندگی گزاریں۔ عثمان میرے اصحاب میں سے خلق اخلاق میں میرے ساتھ زیادہ مشابہ ہیں۔" (کنزالعمال ج ص۱۳۹)

آنجناب ﷺ کی اپنی صاحبزادیوں کے ساتھ کمال شفقت تھی اور وقتاً فوقتاً آنجناب ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ نیز ان صاحبزادیوں کے اپنے ازواج کے ساتھ نہایت شائستہ تعلقات تھے اور وہ اپنے شوہروں کی خدمت گزار بیبیاں تھیں اور اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے کہ زوجہ اپنے خاوند کی بہتر طریق سے خدمت بجالائے۔ نیز معلوم ہوا کہ سردار دو عالم ﷺ حضرت عثمانؓ بن عفان کے ساتھ عمدہ روابط رکھتے تھے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اخلاق میں عثمانؓ میرے زیادہ مشابہ ہیں۔ یہ حضرت عثمانؓ کی بہت بڑی عظمت ہے جو زبان نبوت سے بیان ہوئی۔

بیماری اور وفات

مدینہ طیبہ میں اقامت کے دوران سن ۲ ہجری میں غزوۂ بدر پیش آیا۔ جس میں سردار دو جہاں ﷺ بنفس نفیس خود تشریف لے گئے تھے۔ اس دوران آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ اتفاقاً بیمار پڑ گئیں اور بیماری کے متعلق علماء لکھتے ہیں کہ ''خسرہ'' کی بیماری لاحق ہوئی تھی۔ ادھر غزوۂ بدر کی تیاری تھی اور آنجناب ﷺ کے ساتھ صحابہ کرامؓ بھی غزوہ بدر میں شمولیت کے لئے تیار تھے۔ حضرت عثمانؓ کو آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رقیہؓ بیمار ہیں۔ آپ ان کی تیمارداری کے لئے یہاں مدینہ میں ہی مقیم رہیں اور ساتھ ہی آنحضرت ﷺ نے اپنے خادم حضرت اسامہ بن زیدؓ کو مدینہ شریف میں ٹھہرنے کا حکم فرمادیا۔ اندریں حالات حضرت عثمانؓ بن عفان کا تقاضا تھا کہ میں بھی غزوۂ بدر میں شمولیت کی سعادت حاصل کروں تو اس وقت آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان لک اجر رجل ممن شھد بدراً وسھمہ'' (بخاری ج ۱ ص ۵۲۳)

یعنی آپ کے لئے بدر میں حاضر ہونے والوں کے برابر اجر ہے اور غنائم میں سے حصہ بھی آپ کے لئے ہے۔ علماء نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کو نبی کریم ﷺ نے اپنے فرمان کے ذریعے بدر کی شمولیت سے روکا تھا تو گویا حضرت عثمانؓ فرمان نبوی ﷺ کے تحت حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے لئے رکے تھے اور پھر حضرت عثمانؓ کو غزوۂ بدر کے غنائم میں سے دیگر غانمین اور مجاہدین کے ساتھ باقاعدہ حصہ دیا گیا تھا اور غزوہ بدر میں شمولیت کے ثواب کے متعلق بھی زبان نبوت سے صریح طور پر حکم ہوا کہ عثمانؓ اس اجر اور ثواب میں بھی برابر کے شریک ہیں۔ گویا حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کی خدمت کا درجہ جہاد کے برابر قرار دیا۔ حضرت رقیہؓ کے حق میں یہ بہت بڑی عظمت ہے جو زبان نبوت سے صادر ہوئی۔ یہ فضیلت کہ ان کی خدمت، جہاد غزوہ بدر کے برابر شمار ہو۔ حضور ﷺ کی صاحبزادیوں میں صرف حضرت رقیہؓ کا ہی اعزاز ہے۔

حافظ نورالدین الہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں لکھا ہے کہ: ''وتخلف عن بدر علیھا باذن رسول اللہ ﷺ وضرب لہ رسول اللہ ﷺ سھمان اھل بدر وقال واجری یا رسول اللہ قال واجرک'' (مجمع الزوائد ج۹ ص ۲۱۷)

نبی کریم ﷺ کے فرمان کے باعث حضرت عثمانؓ غزوہ بدر سے پیچھے رہ گئے تھے۔ان کے ذمہ حضرت رقیہؓ کی تیمارداری تھی۔پھر آنجناب ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے لئے بدر کے غنائم کے حصوں میں برابر حصہ مقرر فرمایا اور جب حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے اجر اور ثواب کے متعلق کیا حکم ہے؟ تو ارشاد نبوی ﷺ ہوا کہ ”تمہارا اجر وثواب بھی اہل بدر کے ساتھ برابر ہے۔“

شیعہ علماء نے بھی یہ مسئلہ اسی طرح ذکر کیا ہے اور مزید یہ تشریح بھی کر دی ہے کہ آٹھ افراد قتال میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔لیکن پھر بھی ان کے لئے آنجناب ﷺ نے غنائم سے برابر حصہ عنایت فرمایا تھا۔ ان میں سے ایک حضرت عثمانؓ بن عفان بھی تھے جو غزوہ بدر میں حضرت رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے اور حضور اقدس ﷺ نے ان کے لئے غنائم میں سے برابر کا حصہ مقرر فرمایا۔اس وقت حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اجر کا کیا ہوا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اجر تمہیں ملے گا۔

(التنبیہ والاشراف للمسعودی الشیعی ج۹ ص ۲۱۷)

جنگ بدر سن ۲ ہجری میں رمضان المبارک میں پیش آیا تھا۔سردار دو جہاں ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ادھر حضرت رقیہؓ کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور آنجناب ﷺ کی غیر موجودگی میں ان کا انتقال ہو گیا۔پھر ان کے کفن ودفن کی تیاری کی گئی اور یہ تمام امور حضرت عثمانؓ نے سرانجام دیئے۔حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ غزوہ بدر کی فتح کی بشارت لے کر جب زیدؓ بن حارثہ اور عبداللہؓ بن رواحہ مدینہ شریف پہنچے تو اس وقت حضرت رقیہؓ کو دفن کرنے کے بعد دفن کرنے والے حضرات اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑ رہے تھے۔چند ایام کے بعد سردار دو عالم ﷺ مدینہ طیبہ میں پہنچے تو جنت البقیع میں قبر رقیہؓ پر تشریف لے گئے اور اس موقعہ پر آنحضرت ﷺ کی آمد کی بناء پر مزید عورتیں بھی جمع ہوگئیں اور حضرت رقیہؓ پر رونے لگیں۔جب عورتوں کی آواز زیادہ بلند ہوئی تو حضرت عمرؓ نے ان کو منع کیا۔ اس وقت جناب رسالت مآب ﷺ نے حضرت عمرؓ کو سختی کرنے سے روک کر عورتوں سے ارشاد فرمایا کہ شیطانی آواز کرنے سے باز رہو اور ارشاد فرمایا کہ جب تک آنکھ اور قلب سے رونا صادر ہو تو یہ علامت رحمت اور شفقت کی ہے۔لیکن جب زبان سے واویلا اور ہاتھ سے جزع وفزع ظاہر ہو تو یہ شیطان کی طرف سے ہے۔

(طبقات ابن سعد ج۸ ص۲۴)

اس موقع پر حضرت فاطمہؓ اپنے والد شریف کے ساتھ قبر رقیہؓ پر حاضر ہوئیں اور اپنی پیاری بہن کے غم میں ان کی قبر کے کنارے پر بیٹھ کر رونے لگیں تو نبی کریم ﷺ ازراہ شفقت فاطمۃ الزہراءؓ کے چہرے سے آنسو اپنے ہاتھ سے اور کپڑے سے صاف کرنے لگے اور انہیں تسلی دی اور صبر وسکون کی تلقین فرمائی۔

(ابو داؤد ص ۱۵۹)

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

قسط نمبر:9 مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

91------زید بن حارثہ ابن شراجیل الکلبی مولیٰ قریشؓ

آپ رسول اللہ ﷺ کے مشہور ومعروف غلام اور متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے محبوب غلام جاہلیت کے زمانہ میں بچپن میں گم ہوئے اور غلام بنا لئے گئے۔ انہیں حضرت خدیجہؓ نے خرید کر حضور ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قبل الاسلام انہیں آزاد فرما کر متبنیٰ بنالیا اور اپنی پھوپھی زاد حضرت زینبؓ سے ان کا نکاح کر دیا۔ ہجرت کے بعد حضور ﷺ نے آپ کو حضرت حمزہؓ کا بھائی قرار دیا (مواخات میں)۔ آپ قدیم الاسلام صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ غلاموں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ آپ کے ساتھ محبت فرماتے اور آپ کو آگے رکھتے تھے۔ غزوہ موتہ میں آپ کو امیر مقرر فرمایا۔ غزوہ موتہ میں ہی آپ کی شہادت ہوئی۔ (الاصابہ ۱/۵۶۳)

92------زید بن خطاب بن نفیل القرشی العدویؓ

آپ حضرت عمرؓ کے بھائی تھے۔ حضرت عمرؓ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ قبل از اسلام اور بعد از اسلام عرب کے بہادروں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ حضور ﷺ نے آپ کی معن بن عدی الانصاریؓ کے ساتھ مواخات کرائی۔ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں مسلمانوں کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ شہادت تک ثابت قدم رہے۔ حضرت عمرؓ آپ کی شہادت پر سخت غمگین ہوئے۔

(سیرت ابن ہشام ۲/۳۶۱)

93------زید بن المزین ابن قیس الخزرجی الانصاریؓ

آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو مسطح بن اثاثہ کے ساتھ مواخات کرائی۔ (الاصابہ ۱/۵۷۱)

94------زید بن سہیل ابن الاسود الخزرجی النجاری الانصاریؓ

آپ انصار کے قبیلہ بنونجار سے تعلق رکھتے تھے۔ جاہلیت کے زمانہ میں بہادر تیر اندازوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ جب اسلام قبول کیا تو اسلام کے بڑے معاونین میں سے تھے۔ بیعت عقبہ، بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ بلند آواز تھے۔ ۳۴ ہجری میں

مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بحری لڑائی میں بھی آپ شامل ہوئے اور اسی میں انتقال فرمایا۔ (سیرت ابن ہشام ۳۶۱/۲)

۹۵......زید بن ودیعہ بن عمرو الخزرجیؓ

والدہ محترمہ کا نام ام زید بنت الحارث تھا۔ زید بن ودیعہ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام سعد تھا۔ امامہ اور ام کلثوم کی دو بیٹیاں تھیں۔ جن کی والدہ محترمہ زینب بنت سہیل تھیں۔ زید بدر میں شریک ہوئے اور احد میں بھی۔ نیز احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔ (الاصابہ ۱/۳۷۳)

۹۶......السائب ابن عثمان ابن مظعون القرشی الجمحیؓ

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ سائب السابقون الاولون میں سے تھے۔ اپنے والد محترم کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پھر مدینہ منورہ کی طرف بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی حضرت حارثہ بن سراقہ الانصاریؓ سے مواخات کرائی۔ آپ صحابہ کرامؓ میں تیر اندازوں میں سے تھے۔ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ جنگ یمامہ میں بھی شرکت فرمائی۔ اسی جنگ میں آپ کو تیر لگا جو بعد میں جان لیوا ثابت ہوا۔ تیس سال سے کچھ اوپر کے ہو کر شہید ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام ۳۳۱/۲)

حضور اکرم ﷺ نے رخ مبارک پھیر لیا

حضرت ابو طاہرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں شروع عمر میں جب حدیث پاک لکھتا تو درود پاک نہیں

آپ ﷺ کو

آپ ﷺ نے پھر رخ

آپ ﷺ رخ مبارک

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا نام تمہاری کتاب میں حدیث لکھنے کے وقت آتا

آپ ﷺ کے نام

پر "صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً" ہمیشہ سے لکھنے لگا۔ (القول البدیع ص ۳۴۳)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسم مبارک کسی بھی مقام پر لکھتے وقت درود پاک کا چھوڑ دینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح بعض لوگ اسم مبارک پر "صلعم" لکھ دیتے ہیں۔ اس سے درود کا حکم ادا نہیں ہوتا۔ جیسے ۷۸۶ کا عدد لکھنے سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کا ثواب نہیں ملتا۔ افسوس کہ اکثر اہل علم حضرات بھی اس میں گرفتار ہیں۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا .... عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

کتابت حدیث اور حفاظت حدیث

مولانا فیض احمد ﷫

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں بھی کتابت حدیث شریف ہوا کرتی تھی اور کئی ایک مجموعے اس وقت بھی احادیث نبویہ کے، حضرات صحابہؓ کے پاس موجود تھے۔ اس سے منکرین حدیث یہ ادّعا (دعویٰ) بالکل غلط ہو جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں احادیث کے لکھنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔ عہد صحابہؓ میں بھی کتابت حدیث ہوتی رہی۔ اس کے ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل واقعات قابل توجہ ہیں۔

۱...... حضرت ابوہریرہؓ کا واقعہ کہ ان کے سامنے حدیث پڑھی گئی تو انہوں نے اس کا اعتراف نہ کیا اور فرمایا کہ اگر یہ حدیث واقعی میں نے بیان کی ہے تو میرے پاس لکھی ہوئی ہوگی تو اس آدمی کو اندر لے گئے اور دفرماتے ہیں کہ ہمیں بہت سی کتب حدیث رسول اللہ کی دکھلائیں۔ وہ حدیث بھی مل گئی۔

۲...... بشیر بن نہیکؒ کا واقعہ ہے کہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے کتابیں عاریۃً لے کر نقل کرتا تھا۔ پھر وہ نقل ان کو سنا کر پوچھتا تھا کہ کیا آپ نے ویسے ہی آنحضرت ﷺ سے سنا تھا تو تصدیق کرتے تھے۔

۳...... حضرت ہمام ابن منبہ کا واقعہ ہے (یہ بھی ابوہریرہؓ کے شاگرد تھے) انہوں نے بھی حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا جو صحیفۂ ہمام کے نام سے احادیث میں مشہور ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے اسے اپنے مسند ج۲ ص۳۱۲ تا ۳۱۸ میں نقل فرمایا ہے۔ ان حوالہ جات سے پتہ چلا کہ اسی زمانہ میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کردہ احادیث کے متعدد نسخے تیار ہو چکے تھے۔ ان کا تو پتہ چلا ہے ورنہ حضرت ابوہریرہؓ کے شاگردوں کی تعداد امام بخاریؒ نے آٹھ سو کے قریب بتائی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کتنوں نے یہ کام کیا ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کثیر الراویۃ صحابہ میں سے ہیں۔ روایتوں کی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔ باور نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کی کتب کثیرہ ان روایات سے خالی ہوں۔

۴...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایتوں کے مختلف مجموعے تھے۔ اہل طائف کے کچھ لوگ ان کا ایک مجموعہ لے کر حاضر ہوئے اور حضرت عباسؓ کو پڑھ کر سنایا۔ (ترمذی ج۲ ص۲۳۸، طحاوی ج۲ ص۳۸۴)

حدیث کے الفاظ میں ''کتب'' جمع کا صیغہ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے احادیث کی ایک نہیں بلکہ کئی کتابیں تیار کرائی تھیں۔ ابن سعد میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی وفات کے بعد جو علم انہوں نے چھوڑا وہ ایک 'بار شتر'' تھا۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس 'بار شتر'' کے کتابی مجموعہ میں احادیث نبویہ نہ ہوں۔

۵...... حضرت ابن عباسؓ کی روایتیں آپ کے شاگرد حضرت سعید بن جبیرؒ لکھا کرتے تھے۔

(طحاوی ج۲ ص۳۸۴، دارمی ص۱۲۹)

۶...... حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمروؓ کو بھی حدیث لکھنے کی اجازت دی تھی۔ (مستدرک دارمی ص ۶۹)

۷...... حضرت سلمیٰ خاتونؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو دیکھا کہ آپ آنحضرت ﷺ کے غلام حضرت ابورافعؓ سے آنحضرت ﷺ کے کارنامے لکھا کرتے تھے۔ (ابن سعد قسم ۲ ص ۱۲۳)

الغرض ان متعدد شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کردہ احادیث بھی آپ کی زندگی ہی میں زیب تحریر ہو چکی تھیں۔ حضرت ابن عباسؓ کثیر الروایۃ صحابہ میں سے ہیں۔ آپ کی روایتوں کی تعداد دو ہزار چھ سو ساٹھ ہے۔

۸...... حضرت انسؓ حضور ﷺ کے خادم خاص تھے۔ ان سے بھی بہ کثرت احادیث نبویہ مروی ہیں۔ محدثین کے بیان کے مطابق آپ کی روایتوں کی تعداد ایک ہزار دو سو چھیاسی ہے۔ متعدد شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی روایتیں بھی آپ کی موجودگی میں بلکہ آپ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ سعید بن ہلالؒ کا بیان ہے: ''کنا اذا اکثرنا علے انس بن مالک فاخرج الینا محالا عندہ فقال ھذہ سمعتھا من النبی ﷺ فکتبتھا وعرضتھا علیہ'' (مستدرک حاکم ص ۱)

﴿جب ہم حضرت انسؓ سے زیادہ پوچھ کچھ کرتے تو آپ اپنے پاس سے ایک چونگہ نکالتے اور فرماتے یہ ہیں وہ حدیثیں جو میں نے آنحضرت ﷺ سے سنیں اور ان کو لکھا اور ان کو حضور ﷺ پر پیش کیا۔﴾

اس بیان سے حضرت انسؓ کا احادیث کو صرف لکھنا ہی ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے ان لکھی ہوئی حدیثوں کو آنحضرت ﷺ پر پیش کر کے توثیق بھی کرالی تھی۔

۹...... حضرت ابان تابعیؒ حضرت انسؓ کے پاس بیٹھ کر آپ سے حدیثیں لکھا کرتے تھے۔ (دارمی ص ۶۸)

۱۰...... حضرت انسؓ اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے۔ ''یا بنی قیدوا ھذا العلم'' میرے بچو اس علم (حدیث) کو قید تحریر میں لاؤ۔ (دارمی ص ۶۸)

کثیر الروایۃ صحابہ میں سے ایک بزرگ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ہیں۔ آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار چھ سو تیس ہے۔ دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی روایتیں بھی قلمبند ہو چکی تھیں۔

۱۱...... حضرت سعید بن جبیر تابعیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمرؓ سے حدیثیں سنتا تھا تو لکھ لیتا تھا۔

(دارمی ص ۶۹)

۱۲...... حضرت ابن عمرؓ کے چہیتے آزاد کردہ غلام حضرت نافعؒ جو تیس برس تک آپ کی خدمت میں رہے۔ سلیمان بن موسیٰ کا بیان ہے کہ حضرت نافعؒ اپنے سامنے لوگوں کو لکھوایا کرتے تھے۔ (دارمی ص ۶۹، ابن سعد)

امام مالکؒ کی ان ہی روایتوں کو جو نافعؒ، ابن عمرؓ کے ذریعہ سے روایت کرتے ہیں۔ بعض لوگ سلسلۃ الذہب (سنہری زنجیر) قرار دیتے ہیں۔ بہرحال حضرت ابن عمرؓ کا علم حدیث آپ کے براہ راست شاگرد حضرت نافعؒ کے ذریعہ قلمبند ہو چکا تھا۔

۱۳...... حضرت جابرؓ بھی مکثرین (کثرت سے حدیث بیان کرنے والے) میں سے ہیں۔ ان کی روایت کردہ حدیثیں ایک ہزار پانچ سو چھ تھیں۔ خود حضرت جابرؓ نے حج کے متعلق ایک کتاب (مجموعہ) لکھی تھی۔ (صحیح مسلم)

۱۴...... حضرت وہب بن منبہ تابعیؒ نے اپنے استاذ حضرت جابرؓ کی حدیثوں کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا۔

(تہذیب ج۱ ص۳۱۶)

۱۵...... حضرت سلیمان بن قیس لشکریؒ نے بھی حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیثوں کا ایک مجموعہ لکھا تھا۔ بڑے بڑے ائمہ حدیث مثلاً شعبیؒ، ابوسفیانؒ، ابوالزبیرؒ نے ابن قیسؒ سے اس کو سنا بھی تھا۔ (تہذیب ج۹ ص۲۱۱)

۱۶...... حضرت عبداللہ بن عقیلؒ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت جابرؓ سے آنحضرت ﷺ کی حدیثیں پوچھ کر لکھتے تھے۔ (طحاوی ج۲ ص۳۸۴)

۱۷...... حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پانچ سو حدیثوں کا ایک مجموعہ لکھا تھا۔ مگر بعد میں اسے جلا دیا اور فرمایا کہ میں نے اس میں وہ حدیثیں بھی لکھی تھیں جن کو میں نے براہ راست آنحضرت ﷺ سے نہیں سنا تھا۔ بلکہ کسی اور سے سنا تھا۔ ممکن ہے کہ اس نے جس طرح مجھ سے بیان کیا ہے۔ اس طرح آنحضرت ﷺ نے ارشاد نہ فرمایا ہو یا کسی اور طرح فرمایا ہو تو خواہ مخواہ میری گردن پر اس کا بوجھ ہوگا۔ (تذکرۃ الحفاظ ص۵، کنز العمال ج۵ ص۲۳۷)

صاحب تذکرہ نے یہ روایت نقل کر کے ”لا یصح ذلک“ لکھا ہے۔ یعنی یہ روایت صحیح نہیں۔ لیکن اس کی عدم صحت ہمیں کچھ بھی مضر نہیں ہے کہ ہمارے دعویٰ کتابت حدیث کا اس پر انحصار نہیں ہے۔ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حدیثیں لکھی تھیں۔ مگر غایت احتیاط کی بناء پر کاغذ سے ان کو محو کر دیا۔ اس روایت سے یہ مطلب نکالنا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاں حدیث حجت نہیں تھی یا اس کا لکھنا جائز نہ تھا۔ خوش فہمی کا عجیب مظاہرہ ہے۔ اگر کتابت حدیث آپ کے ہاں ناجائز کام ہوتا تو شروع سے اسے ہاتھ نہ لگاتے اور پھر مٹانے جلانے کی وجہ سے مثلاً یہ ارشاد فرماتے کہ اس کا لکھنا منع تھا غلطی سے لکھ بیٹھا۔ اس لئے مٹا رہا ہوں۔ باقی رہا حجیت کا مسئلہ تو آپ کا حدیث نبوی پر عمل کرنا تواتر سے ثابت ہے جو مسلم کا فر سب کے نزدیک قطعی دلیل ہے۔

۱۸...... حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے دور خلافت میں سنن نبویہ لکھنے کا ارادہ فرمایا اور صحابہ کرامؓ سے مشورہ بھی لیا۔ سب نے بالاتفاق احادیث نبویہ کے لکھنے کا مشورہ دیا۔ حضرت عمرؓ ایک مہینہ اس کام کے متعلق استخارہ بھی فرماتے رہے۔ مگر اس خطرہ کی بناء پر یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث کا خلط ملط نہ ہو جائے اس ارادہ کو ترک کر دیا۔ (تدریب الراوی ص۱۵۱)

پوری صفائی کے ساتھ یہ روایت بتلا رہی ہے کہ فاروق اعظمؓ بلکہ تمام صحابہؓ کے ہاں حدیث کا لکھنا جائز بلکہ قرین مصلحت تھا۔ مگر ایک عارض کی وجہ سے اس پر فاروق اعظمؓ اس وقت عمل نہ کر سکے۔

۱۹...... حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا۔ علم کو مقید کرو۔ (دارمی ص۶۸، مستدرک حاکم ج۱ ص۱۰۶)

پہلے بحوالہ گذر چکا ہے کہ قرن اوّل میں علم سے مراد حدیث ہوتی تھی۔

۲۰...... حضرت انسؓ نے محمود بن ربیعؓ (صحابی) سے حضرت عتبانؓ کی ایک طویل حدیث سنی تو اپنے لڑکے سے فرمایا۔ اس کو لکھ لو۔ چنانچہ اس نے لکھ لیا۔ (صحیح مسلم ج۱ ص۴۶)

(طحاوی ج۲ ص۳۸۴) میں بھی حضرت انسؓ کا اپنے لڑکے سے حدیث لکھوانا مذکور ہے۔

۲۱...... حضرت ابوالبختریؒ کا بیان ہے کہ میں نے ایک صحابیؓ یا تابعیؒ سے حدیث سنی جو کہ میری درخواست پر انہوں نے لکھ کر میرے حوالہ کی۔ (ابوداؤد ج۲ ص۱۸)

۲۲...... حضرت عبداللہ بن حنشؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت براءؓ کی مجلس میں لوگوں کو ہتھیلیوں پر بھی حدیث لکھتے دیکھا ہے۔ (دارمی ص۶۹)

غالباً کاغذ بھر جاتا ہوگا تو ہتھیلیوں پر اس لئے لکھ لیتے ہوں گے کہ گھر پہنچ کر کاغذ پر نقل کریں گے۔

۲۳...... حضرت حسن بن جابرؒ نے حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے حدیث لکھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ (دارمی)

۲۴...... حضرت ابوبردہ اشعریؒ کا بیان ہے کہ میں اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ) سے حدیثیں سنتا تھا تو لکھ لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میرے والد نے میرا مجموعہ منگوا کر اسے پڑھوایا۔ میں پڑھ چکا تو فرمایا کہ ہاں میں نے آنحضرت ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔ لیکن میں ڈرتا ہوں کچھ کمی وبیشی نہ ہو جائے۔ (مجمع الزوائد ج۱ ص۱۵۱)

۲۵...... حضرت ضحاک بن قیسؓ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ کو لکھا کہ آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ کے سوا اور کون سی سورۃ پڑھتے تھے۔ انہوں نے جواب لکھا کہ ”ھل اتاک“ (یعنی سورۃ غاشیۃ) (مسلم ج۱ ص۲۸۳)

۲۶...... حضرت عمرؓ نے عتبہ بن فرقد کو لکھا کہ آپ ﷺ نے حریر پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم ج۲ ص۳۰۷)

۲۷...... حضرت علیؓ کے فتاویٰ کا بڑا حصہ لکھا ہوا حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ (مقدمہ صحیح مسلم)

۲۸...... حضرت سمرۃ بن جندب صحابیؓ سے آپ کے فرزند سلیمانؒ روایتوں کا ایک نسخہ کبیرۃ روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج۴ ص۱۹۸)

۲۹...... حضرت براء بن عازب صحابیؓ کے پاس لوگ بیٹھ کر ان کی حدیثوں کو لکھا کرتے تھے۔ (دارمی ص۶۹)

۳۰...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صاحبزادے عبدالرحمنؒ ایک کتاب لائے اور قسم کھا کر فرمایا کہ یہ خود حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ (جامع لابن عبدالبر ص۱۷)

۳۱...... ترمذی کتاب الاحکام کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس ایک صحیفہ تھا۔ جس کے حوالہ سے ان کے صاحبزادے بعض روایتیں بیان کیا کرتے تھے۔

۳۲...... حضرت عبداللہ بن ابی اوفی صحابیؓ بھی اپنی حدیث لکھا کرتے تھے۔ (بخاری کتاب الجہاد باب الصبر علی القتال)

ان بتیس (۳۲) مستند شواہد سے ثابت ہوا کہ عہد نبوت کی طرح عہد صحابہ میں بھی احادیث نبویہ لکھی جاتی رہیں۔ صحابہ کرامؓ نے خود حدیثیں لکھیں۔ اپنے شاگردوں (تابعینؒ) کی درخواست پر ان کو لکھنے کی اجازت دی۔ بلکہ ان کو حدیثوں کے قلمبند کرنے کا حکم دیا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس حدیث کی کتب کثیرہ تھیں۔ (دیکھو نمبر۱)

صحیفہ ہمام بھی اسی زمانہ میں مرتب ہوا۔ (دیکھو نمبر۳)

حضرت ابن عباسؓ کے ہاں بھی حدیث نبوی کی ایک نہیں بلکہ متعدد کتابیں تھیں۔ (دیکھو نمبر۴)

حضرت انسؓ کے ہاں اور دربار رسالت کا تصدیق شدہ حدیثوں کا ایک مجموعہ تھا۔ (دیکھو نمبر۸)

حضرت سمرۃ بن جندبؓ کے بیٹے کے پاس حدیثوں کا ایک ”نسخہ کبیرہ“ تھا جو وہ اپنے والد صاحب سے روایت کرتے تھے۔ (دیکھو نمبر۲۹)

ایک اور بات بھی یاد رہے کہ مذکورہ بالا تفصیل سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہوگئی کہ کثیر الروایہ صحابہ کرامؓ میں سے بیشتر حضرات کی روایت کردہ احادیث نبویہ ان کی زندگی میں ان کے قلم سے یا ان کے تلامذہ کے قلم سے قید تحریر میں آچکی تھیں۔ وہ حضرات اور ان کی روایتوں کی تفصیل یہ ہے۔

نام	روایتوں کی تعداد	سال وفات
۱...... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ	۵۳۷۴ (سے زائد)	۶۳ھ
۲...... حضرت ابوہریرہؓ	۵۳۷۴	۵۹ھ
۳...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ	۲۶۶۰	۶۸ھ
۴...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ	۱۶۳۰	۷۳ھ
۵...... حضرت جابر بن عبداللہؓ	۱۵۶۰	۷۸ھ
۶...... حضرت انس بن مالکؓ	۱۲۸۶	۹۳ھ

ان کے علاوہ حدیث کے دوسرے تحریری سرمائے الگ ہیں۔ جن کا ذکر بالتفصیل اوپر آچکا ہے۔

ان تاریخی حقائق کے باوجود یہ دعویٰ کرنا کہ حدیثیں حضور ﷺ کی وفات سے سو سال بعد لکھی گئی تھیں۔ کس قدر حق وانصاف کا خون کرنا ہے اور دیانت وصداقت پر ظلم کرنا ہے۔ فالی اللہ المشتکی!

تفصیل واقعۂ حرہ ...... ترجمہ از ماخوذ کتاب فضائل مدینہ

مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ

تمام برائیوں میں سب سے بڑی برائی وہ ہے جو یزید پلید کے زمانے میں قتل امام حسینؓ ابن علیؓ کے بعد واقع ہوئی ہے۔یہ واقعہ حرہ کا ہے۔اس کو حرہ واقم اور حرہ زہرہ کہتے ہیں۔یہ مدینہ پاک کے اطراف میں ایک میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے جو کچھ کہ قتل وخونریزی، بے حرمتی اور فساد اس شہر پاک کی حرہ میں واقع ہوئی ہے۔اس کا ذکر ہی پاکیزہ قلوب کی کدورت اور رنجش کا باعث ہے۔لیکن اس کا واقع ہونا مخبر صادق ﷺ کے قول کے مطابق ہے۔آپ نے اس واقعہ کی پیشتر ہی خبر دے دی تھی اور اس کا انجام اس شہر کے فضائل وخصائص سے تعلق رکھتا ہے۔بمقتضائے مضمون حدیث نبوی ﷺ کہ جو شخص اہل مدینہ کو تکلیف پہنچائے گا اور ڈرائے گا تو انجام کار اس کا دنیا وآخرت میں عذاب اور وبال ہے۔چنانچہ قصہ کے سیاق سے واضح ہو جائے گا۔اس لئے ضروری ہے کہ اس مناسبت سے کچھ تذکرہ کیا جائے۔آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مدینہ منورہ انتہائی رونق وجمال اور آبادی کے باوجود تنزلی کی جانب جاتا نظر آئے گا اور لوگ اس کی سکونت ترک کر دیں گے۔وہ وحشی جانوروں کا مسکن ہو جائے گا۔اس حدیث کا مصداق یہی خوفناک واقعہ ہے۔لیکن امام نوویؒ کا فرمانا تحقیق اور پسندیدہ ہے۔وہ کہتے ہیں کہ یہ حال اخیر زمانہ میں قیامت کے قریب ہوگا۔اس لئے کہ بعض علامات جو اس حدیث میں آئی ہیں واقعہ حرہ میں ظاہر ہوئیں۔چنانچہ ابن شیبہ کی روایت میں آیا ہے کہ مقدس شہر چالیس دن تک ویران رہے گا اور وحشی جانوروں کا مسکن ہو جائے گا۔اس کے بعد دو نوجوان قبیلہ مزینہ سے آئیں گے جب وہ دونوں مدینہ منورہ کو اس حالت میں دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے بطریق تعجب کہے گا۔یہاں کے آدمی کہاں گئے۔ان کو سوائے بھوکے جانوروں کے اور کچھ نہ معلوم ہوگا۔لیکن یہ حال اخیر زمانہ میں ہوگا اور اس واقعہ کے متعلق خاص کر اخبار وآثار صحیح اشارتاً وصراحتاً آئے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک دن آئے گا جس میں اہل مدینہ کو مدینہ سے باہر کریں گے۔لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ کون شخص ہوگا جوان کو باہر کرے گا۔ابوہریرہؓ نے کہا کہ ایک مرد برا۔بخاری ومسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے ایک قبیلہ سے ہوگی۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس وقت ہمارے لئے آپ ﷺ کیا حکم فرماتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا خلق سے گوشہ نشینی۔ ابوہریرہؓ سے ایک اور حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

مدینہ میں لڑائی واقع ہوگی اور وہ دین کو ایسا صاف کردے گی۔ جس طرح سر کے بالوں کو مونڈ دیتے ہیں۔ اس دن مدینہ سے باہر نکل جاؤ۔ اگرچہ ایک منزل کی مقدار ہو اور پھر دوسری جگہ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اے اللہ مجھ کو ۶۰ھ کے حوادث اور لڑکوں کی حکومت سے محفوظ رکھ اور اس وقت کے آنے سے پہلے مجھے دنیا سے اٹھالینا۔ یہ اشارہ یزید کے زمانے کی طرف ہے۔ یزید ۶۰ھ میں تخت نشین ہوا اور حرہ کا واقعہ بھی اسی کے زمانہ حکومت میں وقوع پذیر ہوا۔

واقدی کتاب حرہ میں ایوب ابن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سید ابرار ﷺ کسی سفر میں باہر تشریف لے گئے۔ جب حرہ زہرہ میں پہنچے تو کھڑے ہوگئے اور آیت ”انا للّٰہ وانا الیہ راجعون“ پڑھی۔ صحابہؓ نے سمجھا شاید حضور ﷺ کو معلوم ہوگیا کہ اس سفر کا انجام مقصود کے موافق نہ ہوگا۔ حضرت عمر ابن خطابؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا جو استرجاع فرمایا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ کوئی ایسا امر نہیں جس کا تمہارے اس سفر سے تعلق ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر کیا چیز ہے ہم بھی جان لیں۔ فرمایا کہ اس حرہ سنگستان میں میرے صحابہؓ کے بعد میری امت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے۔ روایت میں آیا ہے کہ جس وقت آپ اس مقام پر پہنچے تھے تو اپنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس حرہ میں میری امت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے۔ ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح کی روایت آئی ہے۔ کعب احبارؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا توریت میں آیا ہے کہ مدینہ منورہ کے مشرقی سنگستان میں بہت سے مقتول ہوں گے کہ جن کے چہرے قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ابن زبالہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک دن بارش بہت ہوئی اور حضرت عمرؓ اپنے دوستوں کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں تفریحاً نکلے جب اس مقام پر پہنچے جس کو حرہ واقم کہتے ہیں تو دیکھا کہ پانی کی رو وادی کی ہر جانب سے رواں تھی۔ کعب احبارؒ بھی آپ کے ہمراہ تھے انہوں نے کہا اے امیر المومنین خدا کی قسم جس طرح یہ پانی بہہ کر آرہا ہے خون کی رو بھی اس وادی میں اسی طرح رواں ہوگی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نزدیک آئے اور کہا اے ابواسحٰق یہ واقعہ کس زمانے میں ہوگا؟ کعبؓ نے کہا اے ابن زبیر بچو اور ڈرو کہ یہ تمہارے ہاتھ پیر سے واقع نہ ہوگا۔ اس واقعہ کو سیرت و تاریخ کے ائمہ نے مفصل اور مختصر دونوں طرح تحریر کیا ہے۔ لہٰذا ہم مؤرخین کی عبارات کا جس طرح انہوں نے لکھا (مفصل یا مختصر) ترجمہ کریں گے تاکہ اصل معاملے میں کوئی تبدل تغیر واقع نہ ہو۔ واللہ اعلم!

قرطبی کہتے ہیں کہ مدینہ پاک سے اہل مدینہ کے نکلنے کا سبب جو بعض احادیث میں آیا ہے۔ یہی واقعہ حرہ ہے۔ جس زمانے میں یہ شہر مقدس خوبی اور آبادی میں حسن وکمال کے درجہ کو پہنچا ہوا تھا اس کا یہ حسن وکمال اصحاب مہاجرین وانصار اور علماء تابعین کے وجود کے سبب سے تھا۔ اس وقت حوادث اور فتنے پے

درپے اس شہر کی جانب متوجہ ہوئے۔ اس وقت اہل مدینہ نے ان آفات کے خوف سے اس قریہ سے جو مقام رحمت اور جائے نزول برکات ہے۔ سفر کرنا اختیار کیا اور یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو شامیوں کا ایک بڑا لشکر دے کر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تا کہ ان لوگوں کو مدینہ مطہرہ کے حرہ میں نہایت بے دردی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے۔ تین روز تک حرم نبوی ﷺ کی بے حرمتی کی اور اہل مدینہ کے قتل کو مباح رکھا۔ اسی سبب سے اس کو واقعہ حرہ کہتے ہیں۔ اس واقعہ کا وقوع واقم حرہ میں ہوا۔ یہ جگہ مسجد نبوی ﷺ سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ یہاں پر ایک ہزار سات سو آدمیوں کو مہاجرین وانصار اور علماء تابعین کے علاوہ شہید کیا اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار آدمیوں کو مار ڈالا۔ سات سو حافظ قرآن نیز قوم قریش کے ستانوے افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کر ڈالا۔ فسق وفساد اور زنا کو مباح کر دیا۔ اور پیغمبر ﷺ کی مسجد شریف میں گھوڑوں کو دوڑاتے اور بھگاتے تھے اور غضب کی بات سنئے کہ روضہ شریف ومنبر شریف کی درمیانی جگہ میں جس کی بابت صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یہاں پر ان کے گھوڑے لید اور پیشاب کرتے تھے اور مسلم بن عقبہ مری تمام لوگوں کو یزید پلید کی بیعت اور اس کی غلامی کے عہد پر اس طرح آمادہ کرنا چاہتا تھا کہ اگر چاہے تو بیچ ڈالے اور چاہے تو آزاد کر دے۔ خواہ وہ اللہ جل جلالہ کی طاعت کی جانب بلائے یا گناہ پر جبر واکراہ کرے۔ جب یزید پلید کے نزدیک عبداللہ بن زمعہ نے حکم قرآن وحدیث کے موافق بیعت کا ذکر کیا تو فوراً ان کی گردن ماردی۔

قرطبی کہتے ہیں کہ اہل اخبار کا بیان یوں ہے کہ مدینہ منورہ اس زمانے میں مطلقاً آدمیوں سے خالی تھا اور اس شہر پاک کے میوے اور پھل وحوش اور چوپایوں کی غذا ہوتے تھے۔ دوسرے جانوروں نے مسجد شریف میں رہنا شروع کر دیا تھا۔ مخبر صادق ﷺ نے جس طرح پر یہ خبر دی تھی اس کا اسی طرح ظہور ہوا۔ یہاں تک تو قرطبی کے کلام کا ترجمہ تھا۔

اب طبرانی کا بیان سنئے: طبرانی حدیث کے علمائے عظام میں سے ہیں۔ یہ ایک بڑی حدیث میں عروہ بن زبیرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ جب حضرت معاویہؓ نے دارفانی سے دار آخرت کو سفر کیا تو عبداللہ ابن زبیرؓ نے یزید پلید کی اطاعت سے اعراض کر کے اس کی بیعت سے انکار کر دیا اور اس کی دشنام دہی پر زبان کھولی۔ جب یزید پلید کو اس حالت کی خبر پہنچی تو اس نے ایک شخص کو ان کی گرفتاری کے لئے روانہ کرتے ہوئے اسے قسم دی کہ ان کو گردن میں طوق ڈالے بغیر ہمارے سامنے نہ لانا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کے دوستوں نے کہا کہ اگر آپ یزید پلید کی قسم پوری کرنے کے لئے اپنی گردن میں چاندی کا طوق بنوا کر ڈال لیں اور اوپر سے کپڑے پہن لیں تو بے شک یزید کے ساتھ آپ کی صلح امن اور سلامتی کے قریب ہوگی۔ عبداللہ ابن زبیرؓ نے کہا کہ خداوند تعالیٰ اس کو اس قسم میں ہرگز سچا نہ کرے گا۔ میں کبھی غیر خدا کے سامنے نرم نہیں ہوتا

ہوں۔ بالکل اسی طرح جس طرح سے سخت پتھر دانتوں کے نیچے نرم نہیں ہوتا۔ اس کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ نے خلافت کا دعویٰ کر دیا اور لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا۔ یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو اہل شام کی ایک فوج کے ساتھ ساکنان مدینہ سے جنگ کے لئے بھیجا اور حکم دیا کہ مدینہ کو فتح کر لینے کے بعد مکہ کی جانب متوجہ ہو جانا اور عبداللہ بن زبیرؓ کو بھی ختم کر دینا۔ جب مسلم بن عقبہ مدینہ میں آیا تو بقیہ اصحابؓ نے جو اس وقت مدینہ طیبہ میں موجود تھے۔ شہر کو خالی کر دیا۔ مسلم بن عقبہ مدینہ طیبہ کے باشندگان کو قتل کرنے میں حد سے تجاوز کر گیا اور فساد برپا کر کے مکہ معظمہ کی جانب متوجہ ہوا۔ نصف راستہ میں بیمار ہوا اور مر گیا۔ اپنے بعد حصین بن نمیر کو اپنا جانشین بنا گیا۔ دوسری طرف یزید بھی ابن زبیرؓ کے محاصرہ نیز منجنیق کے استعمال اور آگ لگا دینے کی وصیت کر کے مر گیا۔ جب حصین بن نمیر کو یزید کی موت کی اطلاع پہنچی تو بھاگ گیا اور یہ لڑائی اختتام کو نہ پہنچ سکی۔ (یہ کلام طبرانی کا تھا)

اور ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ جب ۶۲ھ شروع ہوا تو یزید پلید نے عثمان ابن محمد ابی سفیان کو جو اس کا چچا زاد بھائی تھا مدینہ منورہ روانہ کیا تاکہ باشندگان مدینہ کو یزید کی بیعت پر دعوت دیں۔ عثمان ابن محمد نے اہل مدینہ کی ایک جماعت کو یزید کی جانب روانہ کیا۔ یہ جماعت یزید کے پاس سے مدینہ طیبہ واپس آئی تو اس جماعت نے یزید پلید کی دشنام طرازی پر زبان کھولی اور اس کی بے دینی، شراب نوشی، ممنوعات کے ارتکاب اور کتوں سے کھیلنے کا ذکر کیا اور ساتھ ہی اس کی دوسری بری باتیں بھی لوگوں سے بیان کیں اور اس کی بیعت سے علیحدگی بھی اختیار کر لی اور بقیہ اہل مدینہ کو اس کی بیعت واطاعت سے روکا۔ منذر ایک شخص تھے جن کا تعلق اسی جماعت سے تھا۔ انہوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ مجھ کو یزید نے ایک لاکھ درہم دیئے ہیں اور میرے ساتھ احسان بھی کئے ہیں۔ لیکن میں سچائی کو ہاتھ سے نہ جانے دوں گا۔ یزید شراب نوش اور تارک صوم وصلوٰۃ ہے۔ یزید کی بیعت توڑ دینے کے بعد اہل مدینہ نے عبداللہ ابن حنظلہ غسیل الملائکہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور عثمان بن محمد کو جو یزید کی طرف سے مدینہ کا عامل تھا نکال کر اس شہر پاک کے میدان کو پاک کر دیا۔ عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے کہ میں اس وقت تک یزید کی بیعت سے باہر نہ ہوں گا اور اس پر خروج بھی نہ کروں گا۔ جب تک کہ ہم کو آسمان سے پتھر برسنے کا خوف نہ ہو۔

ابن جوزی ابوالحسن بداھنی سے جو ثقہ راوی ہیں نقل کرتے ہیں کہ اہل مدینہ یزید کی علامات فسق وفساد کے ظاہر ہو جانے کے بعد منبر پر چڑھ کر اس کی بیعت سے منکر ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے اپنا عمامہ سر سے اتار کر کہا کہ اگرچہ یزید نے مجھ کو صلہ اور انعام دیا ہے۔ نیز میری جائیداد میں بھی اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن جو خدا کا دشمن اور دائم الخمر (شراب کا عادی) ہے میں نے اس کی بیعت کو اس طرح اپنے سے علیحدہ کر دیا جس طرح اپنی دستار کو۔ دوسرا آدمی اٹھا پاؤں سے اپنی جوتیاں اتار کر اس طرح یزید کی بیعت توڑ

دی۔اس کے بعد عبداللہ بن مطیع کو قریش کا اور عبداللہ بن حنظلہ کو انصار کا والی بنادیا۔یزید نے مسلم بن عقبہ کو اہل مدینہ کے ساتھ جنگ کے لئے روانہ کردیا۔مسلم بن عقبہ ایک معمر شخص تھا۔ضعیف العمری کے باوجود اس نے جرأت اور بہادری سے اہل مدینہ کے باشندوں پر ہمت باندھی اور ان کے قتل کا بیڑہ اٹھایا۔ایک منادی کرنے والے نے یزید کے حکم کو بآواز بلند سنایا کہ جو شخص حجاز کی لڑائی میں قدم رکھنا چاہے وہ سرکار کے دفتر خاص سے اسباب سفر اور اسلحہ جنگ حاصل کرلے۔اس کے علاوہ سو دینار بھی انعام کے طور پر دیئے جائیں گے۔جس وقت لوگوں نے یہ اعلان سنا بارہ ہزار آدمی آمادہ ہوگئے اور یہ قتل وفساد کے لئے روانہ کردیئے گئے۔ ابن مرجانہ کو حکم بھیجا کہ ابن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے جائیں۔ابن مرجانہ نے اس حکم کی اطاعت میں توقف سے کام لیا اور کہا خدا کی قسم میں ایک فاسق کے لئے فرزند پیغمبر کے قتل اور جنگ بیت اللہ کو پسند نہ کروں گا۔

ایسی صورت میں مسلم ابن عقبہ کو بھیجا اور اس کو وصیت کردی کہ اگر تجھے کوئی حادثہ پیش آجائے تو حصین بن نمیر کو اپنا جانشین بنادینا اور مزید حکم دیا کہ جن لوگوں کے لئے میں تجھے بھیجتا ہوں ان کو تین مرتبہ مقصد کی طرف بلانا۔اگر وہ قبول کرلیں تو چھوڑ دینا ورنہ ان سے جنگ کرنا۔اس کے بعد جب ان پر غالب آجانا تو تین دن تک حرم مدینہ منورہ کو حلال بنادینا اور یہاں سے جتنا مال اور ہتھیار حاصل ہو فوج میں تقسیم کر دینا۔تین دن کے بعد پھر کسی قسم کا ظلم نہ کرنا۔لیکن علی ابن حسین سلام اللہ علیہما سے کچھ نہ کہنا اس لئے کہ وہ اس جماعت کے اتفاق میں شامل نہیں ہیں۔یہ خبر جب اہل مدینہ کو ملی تو باشندگان مدینہ بھی اہل فساد کی مدافعت پر تیار ہوگئے۔مروان بن الحکم نے اپنے لڑکے عبدالملک کو خفیہ طور پر مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا اور کہلا دیا کہ حرم کے اطراف سے آکر سردست تین دن تک جنگ کو موقوف رکھنا اور ان دونوں میں مشورہ کے لئے اہل مدینہ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے دریافت کیا کہ کیا تدبیر کی جائے اور انہوں نے کیا سوچا ہے؟سبھوں نے کہا بجز لڑائی کے اور کوئی تدبیر نہیں ہے تاکہ یہ فتنہ وفساد اس خیر البلاد سے رفع کیا جائے۔مروان نے کہا فتنہ وفساد کا مادہ برانگیختہ کرنا اچھا نہیں ہے۔اطاعت وفرمانبرداری کے لئے گردنیں جھکادو اور یزید کی بیعت کرلو۔اسی میں مصلحت ہے۔اہل مدینہ کو یہ بات پسند نہ آئی اور وہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے۔عبداللہ بن غسیل سوار ہوئے اور میدان جنگ میں داد شجاعت ومردانگی دی۔مسلم بن عقبہ کو اس مرض کی وجہ سے جو اس کو تھا ایک تخت پر بٹھلا کر دونوں صفوں کے درمیان میں لائے۔وہ اپنے لشکر کو ترغیب دیتا تھا۔عبداللہ بن مطیع نے بھی اپنے سات لڑکوں کے ساتھ جنگ کی اور درجہ شہادت کو پہنچے۔مسلم ابن عقبہ نے عبداللہ کے سر کو یزید پلید کے پاس بھیج دیا۔آخر کار یزیدیوں کی فوج کو غلبہ ہوا۔یزید کے حکم کے بموجب تین دن تک حرم مدینہ مباح رہا۔ لوٹ مار،قتل وغارت گری اور عورتوں کے ساتھ بدکاری ان کا پیشہ ہوا۔

واقدی نقل کرتے ہیں کہ باشندگان مدینہ نے لشکر یزید کے قریب ہونے کے بعد ایک خندق رسول

اللہ ﷺ کی خندق کی بنیاد پر کھودنے کا مشورہ کیا اور ایک خندق کھودی۔ اس خندق کی کھدائی میں پندرہ روز تک مشقت برداشت کی۔ مدینہ منورہ کے گرداگرد ایک خاردار قلعہ کی بنیاد رکھ کر دشمنوں کے آنے کا راستہ بند کردیا اور ہر طرف سے تیر و پتھر برسانے شروع کردیئے۔ یہاں تک کہ دشمن کا حوصلہ پست کردیا۔ مسلم بن عقبہ ان کے خوف سے حرہ کے گوشہ میں گھس گیا اور مروان کے پاس آدمی بھیجا تا کہ وہ اپنے تجربہ اور کسی حیلہ سے اس کی مدد کرے۔ مروان بنی حارثہ کے پاس آیا۔ کہا کہ اگر ایک طرف کا راستہ کھول دو تو میں یہ واقعہ یزید کو لکھ بھیجوں گا۔ وہ تم لوگوں کے ساتھ انعام اور صلہ عظیمہ کے ساتھ پیش آئے گا۔ بنی حارثہ کی ایک جماعت نے ان لوگوں پر راستہ کھول دیا اور مسلم بن عقبہ کی فوج نے شہر میں داخل ہونے کا راستہ پالیا۔ اہل مدینہ کی جماعتیں جو ہر طرف کھڑی ہوئی تھیں اہل شام کے داخلے کی جگہ پر پہنچ کر جنگ میں مشغول ہوگئیں تو اس وقت اس نے اہل مدینہ کی لڑائی کو اختتام پر پہنچایا۔ واللہ اعلم!

بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت مسلم ابن عقبہ کے پاس بغرض فریاد آئی اور اپنے لڑکے کے متعلق جو اس کی قید میں تھا بہت گریہ وزاری کی۔ مسلم بن عقبہ نے حکم دیا کہ اس عورت کے لڑکے کو بہت جلد قید خانے سے باہر لایا جائے اور اس کی گردن کاٹ کر اس کا سر اس عورت کے ہاتھ میں دے دیا جائے۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ تو اپنی زندگی پر بس نہیں کرتی اور لڑکے کی سفارش میں آئی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے اکثر آدمیوں کو تین دن تک قید خانہ میں رکھا۔ اس طرح کہ پانی اور غذا کی خوشبو بھی ان کے دماغ تک نہ پہنچی تھی۔

سعید ابن المسیبؒ کو جو تابعین کبار میں سے تھے مسلم بن عقبہ کے پاس لائے اور کہا کہ یزید کی بیعت کرو۔

سعید ابن المسیبؒ نے کہا کہ میں نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی سیرت پر بیعت کی۔ مسلم بن عقبہ نے کہا کہ میں ان کی گردن مارنے کا حکم دیتا ہوں۔ ایک آدمی نے کھڑے ہوکر گواہی دی کہ یہ مجنون ہیں تو مسلم بن عقبہ نے ان کے جرم سے درگزر کیا۔ مسلم بن عقبہ کو مسرف بھی کہتے ہیں اس اسراف اور تعدی کی وجہ سے جو اس نے قتل و فساد میں برتی ہیں۔

واقدی کتاب الحرہ میں نقل کرتے ہیں کہ یزید پلید مسرف کے پاس آیا۔ اس کو دیکھا کہ فالج کے مرض میں گرفتار بستر ہلاکت پر پڑا ہوا ہے۔ یزید نے کہا کہ اگر تجھے یہ ضعف اور مرض نہ ہوتا تو اس لڑائی کا حاکم اور والی میں تجھ کو بناتا۔ اس لئے کہ تجھ سے بڑھ کر مخلص اور ناصح میں کوئی دوسرا آدمی نہیں پاتا ہوں۔ (مسلم بن عقبہ) مسرف اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین تجھے خدا کی قسم ہے اگر تو میرے سوا کسی کو متولی بنائے اس لئے کہ اس کام میں اہل مدینہ کا دشمن میرے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ یزید پلید نے جب اس کام کے اجراء میں اس کا پختہ ارادہ پایا تو کہا کہ ہوشیار رہو اور بہ برکت خدا اہل مدینہ کی طرف متوجہ ہو تو جن لوگوں کا حریف ہوگا اگر وہ لوگ مدینہ میں داخل ہونے کو میری بیعت اور اطاعت قبول کرنے میں تیرے سدراہ

ہوں تو تم تیغ بے دریغ قہر وسیاست سے کام لینا اور ان کے چھوٹے بڑوں میں سے کسی کو بھی باقی نہ چھوڑنا۔ تین دن تک لوٹ اور غارت کی داد دینا اور اگر یہ لوگ تجھ سے جنگ نہ کریں تو ان سے تم بھی تعرض نہ کرنا۔ ہاں! عبداللہ بن زبیرؓ کی مہم پوری کرنے کی طرف متوجہ ہو جانا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ مسرف (مسلم بن عتبہ) ناعاقبت اندیش مقتولین حرم پر نظر ڈالتا تھا تو کہتا تھا کہ ان لوگوں کے مار ڈالنے سے اگر میں دوزخ میں جاؤں تو دنیا میں کوئی شخص مجھ سے بڑھ کر بدبخت نہیں ہے۔ منجملہ ان صحابہ کے جن کو بطریق ظلم قتل کیا ان میں عبداللہ بن حنظلہ الغسیل بھی تھے جو اپنے سات صاحبزادوں کے ساتھ قتل ہوئے تھے اور عبداللہ ابن زیادؓ بھی وہ شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وضو کرنا بیان کیا ہے اور معقل ابن سنان الاشجعیؓ یہ فتح مکہ معظمہ میں حاضر تھے اور انہی کے ہاتھ میں اپنی قوم کا جھنڈا تھا۔ بیان کرتے ہیں یہی مسرف شقی مقتولین حرم پر بطور سیر وتفریح چکر لگاتے تھے۔ جب ان مظلوموں کے سرہانے پہنچے تو عبداللہ ابن الغسیلؓ کو دیکھا کہ کلمے کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے پڑے ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر تم نے موت کے بعد اپنی انگلی آسمان کی جانب اٹھائی ہے تو سمجھ لو ہم نے اپنی حیات میں اپنی انگلیاں تمہارے ہاتھ کی طرح آسمان کی طرف نہیں اٹھائیں اور خدا کے دربار میں زاری نہیں کی اور بددعا بھی نہیں کی ہے۔ ایک آدمی نے جب یہ بات سنی تو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر اس جماعت کی حالت واقعی ایسی ہے جیسی کہ تو کہتا ہے تو ہماری رائے میں یہ سب مقتول اہل جنت ہیں اس کو سن کر وہ کہنے لگا کہ یہ لوگ دین کے مخالف تھے اور عہد مسلمانی کو توڑتے تھے۔ نقل ہے کہ جب یہ اس واقعہ کے بعد یزید پلید کے پاس گیا تو یزید نے اس کی سعی کا کامل طور پر شکریہ ادا کیا جو اس نے اس واقعہ میں کی تھی اور اس کو اپنا مقرب بنایا۔

ابن جوزیؒ ایسی سند کے ساتھ کہ جو سعید ابن المسیبؒ سے نقل ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حرہ کی راتوں میں میرے سوا دوسرا کوئی شخص مسجد نبوی ﷺ میں نہ تھا۔ اہل شام جب مسجد میں آتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ دیوانہ بڈھا اس مقام پر کیا کہہ رہا ہے؟ اور نماز کا کوئی وقت ایسا نہ گزرتا تھا جو میں اذان اور اقامت کی آواز حجرہ شریفہ سے نہ سنتا ہوں۔ پھر اسی اذان واقامت سے نماز ادا کرتا تھا اور کوئی شخص میرے ساتھ مسجد میں نہ ہوتا تھا۔

اس واقعہ کی منجملہ جمیع خرابیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ابوسعید خدریؓ کو دیکھا کہ ان کی داڑھی کے تمام بال ندارد ہیں۔ ان سے دریافت کیا کہ آپ کی یہ صورت کیسی ہے؟ شاید آپ اپنی داڑھی سے کھیل کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اہل شام نے مجھ پر جو ظلم کیا ہے اس کے کیا آثار ہیں کہ واقعہ حرہ کے دوران ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور تمام اسباب خانہ داری لے گئے۔ اس کے بعد دوسری جماعت آئی جب گھر میں کوئی چیز نہ پائی تو ان لوگوں میں غصہ اور قہر کی آگ شعلہ زن ہوئی۔ کہنے لگے کہ شیخ کو بلاؤ

پھر تو ان لوگوں میں سے ہر ایک نے میری داڑھی کا ایک ایک بال اکھیڑنا شروع کیا اور اب جس حالت میں تم مجھے دیکھ رہے ہو اس حال میں اہل شام نے مجھے پہنچایا ہے۔ یہ معاملہ عقل سے خارج اور تصور سے باہر ہے اوران ظالموں کا جو انجام کار ہوگا ان کی دنیا اور آخرت کے تباہ ہونے کی اس میں واضح دلیل ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ مسرف (مسلم بن عقبہ) نے اہل مدینہ کو یزید پلید کی اطاعت اور غلامی پر مجبور کیا۔ اکثر لوگوں نے چاروناچار بیعت کا اقرار کیا۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے کہا میں طریقہ طاعت پر بیعت کرتا ہوں، معصیت میں نہیں۔ مسرف نے اس بیعت کو نہیں قبول کیا اور قتل کا حکم دے دیا۔ اس مقتول کی ماں نے قسم کھائی کہ اگر میں قدرت پاؤں گی تو اس مسرف کو زندہ یا مردہ جلادوں گی۔ اہل مدینہ کے قتل وغارت کے بعد مسرف نے ارادہ کیا کہ اب عبداللہ ابن زبیرؓ کو تباہ کروں۔ اس مقصد کے لئے مکہ معظمہ کو چلا لیکن دوتین دن کے بعد وہ جس مرض میں مبتلا تھا اسی میں مر گیا۔ وہ عورت اپنے چند غلاموں کے ساتھ اس کی قبر پر گئی تا کہ اس کو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرے۔ جب قبر کو کھولا تو اس میں ایک اژدھا دیکھا جو مسرف کی گردن میں لپٹا ہوا تھا اور اس کی ناک کی ہڈی منہ میں لئے چوس رہا تھا۔ سب لوگ اس کی یہ حالت دیکھ کر ڈر گئے اور عورت سے کہا کہ قادر مطلق نے اس کو اس کے اعمال کی سزا دے دی اور تو نے جس بات کا ارادہ کیا تھا اب اس کے انتقام سے درگزر کر اس کے لئے اتنا ہی عذاب کافی ہے۔ عورت نے کہا ہرگز نہیں میں نے خدا سے جس بات کا عہد کیا ہے جب تک اس کو پورا نہ کرلوں گی اس کے پاس سے نہ ہٹوں گی۔ پھر اس عورت نے کہا کہ اس کو پیروں کی جانب سے نکالو۔ دیکھا وہاں بھی ایک اژدھا اسی طریقہ سے لپٹا ہوا ہے۔ اس عورت نے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور نہایت گریہ وزاری کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دربار خداوندی میں دعا کی کہ اے خدائے قہار تو جانتا ہے کہ مسلم بن عقبہ پر میرا غصہ تیری رضامندی کے لئے ہے۔ مجھ کو موقع اور قدرت دے تا کہ میں اس کو اس گڑھے سے نکال کر جلاؤں۔ اس کے بعد ایک لکڑی لی اور اس سانپ کی دم پر ماری وہ سانپ اس کے سر سے جدا ہو کر باہر چلا گیا۔ عورت نے اپنے غلاموں سے کہا کہ اس کو قبر سے باہر نکال کر جلاؤ۔

واقدی کہتے ہیں کہ اس واقعہ کا ثبوت ہمیں اس طرح پہنچا ہے کہ وہ عورت یزید بن عبداللہ بن زمعہ کی ماں تھی۔ جب مسرف مکہ معظمہ کی جانب متوجہ ہوا تو یہ عورت مسرف سے دو تین دن کی مسافت پر اپنی قوم کے لشکر کے ساتھ گشت لگا رہی تھی۔ جب مسرف کے مرنے کی خبر سنی تو آئی اور اس کو قبر سے باہر نکال کر دار پر کھینچا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس کو دار پر لٹکا ہوا دیکھا تھا وہ ہم سے بیان کرتے تھے کہ لوگ اس کو دار پر بھی سنگسار کرتے تھے۔ لیکن اس روایت میں جلانے کا ذکر نہیں آیا ہے۔ چنانچہ اس کا احتمال ہے کہ اس کو جلانے کا فعل دار پر لٹکانے سے دو تین روز کے بعد عمل میں آیا ہوگا اور جس شخص نے جلانے کی روایت نہیں بیان کی ہے ہو سکتا

ہے کہ اس نے مسرف کی لاش کو اوّل حالت میں دیکھا ہو جب کہ وہ دار سے نہیں اتارا گیا تھا۔ واللہ اعلم!

قرطبی کہتے ہیں کہ اس کی موت واقعہ کے تین روز بعد مدینہ کے راستے میں واقع ہوئی تھی۔ اس کا پیٹ زرد پانی اور پیپ سے بھر گیا تھا۔ نہایت بری طرح سے جان نکلی۔ لیکن وہ نہایت بے وقوفی اور قساوت قلبی سے مرنے کے وقت کہتا تھا کہ اے خدا: ''لا الٰہ الا اللہ'' کی گواہی دینے کے بعد میرے محبوب ترین عملوں میں سے جو عمل میرے نزدیک ایسا ہے جو تیرے دربار میں قابل قبول ہو۔ وہ اہل مدینہ کے قتل کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔ اگر تو مجھ کو اس عمل کے باوجود بھی آتش دوزخ میں ڈالے تو دوسرا کوئی شخص مجھ سے بڑھ کر بدبخت نہ ہوگا۔ اس کے بعد حصین بن نمیر سکونی کو بلایا اور کہا کہ امیر المومنین نے میرے بعد تجھ کو والی بنانے کو کہہ دیا ہے۔ چنانچہ تو جلد مکہ کی جانب متوجہ ہو اور ابن الزبیر کے کام میں تاخیر مت کر اور ان کے قتل میں کوتاہی سے کام مت لے۔ منجنیق نصب کر اور اگر ان کے ساتھی خانہ کعبہ میں پناہ لیں تو ان سے خوف زدہ مت ہو۔ بلکہ اپنے کام کو انجام دو اور منجنیق کو کام میں لاؤ۔ حصین بن نمیر نے اس کی وصیت کے مطابق مکہ پہنچ کر چونسٹھ دن تک اس شہر معظم کا محاصرہ کر کے جنگ وقتال کا بازار گرم رکھا۔ منجنیقوں سے کعبہ معظمہ پر پتھر برسائے۔ بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نیزہ کے سر پر آگ روشن کئے ہوئے تھا۔ ہوا کی وجہ سے خانہ کعبہ میں آگ لگ گئی۔ اسی اثناء میں یزید پلید کی موت کی خبر پہنچی۔ یزید ذات الجنب کے مرض میں مبتلا ہو کر مرگیا۔

اہل شام میں پریشانی پیدا ہوگئی۔ سب کے سب خوار ہو کر واپس ہوئے اور سب نے بھاگنا شروع کر دیا۔ واقعہ حرہ کا وقوع بدھ کے دن ستائیس یا اٹھائیس ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوا اور مسلم بن عقبہ کی موت محرم کی چاند رات کو ۶۴ھ میں ہوئی اور جنگ مکہ معظمہ اور منجنیق سے بیت اللہ پر سنگباری ہفتہ کے روز تین ربیع الاوّل کو ہوئی تھی اور یزید کی موت پہلی ربیع الآخر واقعہ کے بعد جس طرح سید سمہودیؒ نے ''کتاب وفا'' میں ذکر کیا ہے ہوئی ہے۔ واللہ اعلم!

ختم نبوت کانفرنس جہلم

تبلیغی مرکز قدیم جہلم میں ۱۱ ربیع الاول بعد از نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ختم نبوت کے عنوان پر تفصیلی خطاب کیا۔ ۱۳ ربیع الاول مطابق ۲۵ دسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کالی صوبہ خان کی مرکزی جامع مسجد میں دیا۔ جس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔ بعد نماز جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ حبیب پورہ کاموکی میں مولانا محمد النبی ﷺ کے عنوان سے تفصیلی خطاب فرمایا۔ صدارت مجلس کے مقامی امیر راناذوالفقار احمد نے کی۔ مولانا شجاع آبادی کے علاوہ مولانا محمد عارف شامی، مولانا محمد خرم شہزاد اور مولانا مقصود احمد عثمانی نے خطاب کیا۔

تبلیغی جماعت کے بارے میں میرے مشاہدات وتأثرات

قسط نمبر:2

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

تبلیغی جماعت کے بارے میں بعض شبہات اور ان کا ازالہ

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ تبلیغی جماعت میں عوام الناس کے ہر طبقہ کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ علماء، طلباء، تاجر، ملازم، کسان اور مزدور وغیرہ۔ اب ان میں سے ہر ایک شخص تو ایسا نہیں ہوتا کہ جس کی کامل اصلاح اور تربیت ہوچکی ہو۔ اسی لئے بعض اوقات ان میں سے کسی سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہوجاتی ہے تو بعض جذباتی حضرات فوراً اس فرد کی اس غلطی کو جماعت کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔ حالانکہ یہ انصاف کے خلاف ہے۔ انصاف یہ ہے کہ یہ غلطی اس فرد کی طرف منسوب کی جائے۔ نہ کہ جماعت کی طرف۔ کیونکہ جماعت خود اسے غلط سمجھتی ہے۔

ایک اسلامی ملک کے سفر کے دوران میری ملاقات ایک ایسے ادارے کے ذمہ دار شخص سے ہوئی جو انسداد منشیات کا سربراہ تھا۔ اپنے ادارہ کا تعارف کراتے ہوئے اس نے کہا کہ ہمارا کام یہ ہے کہ قانون اور سزاؤں کے ذریعہ نوجوانوں کو منشیات وغیرہ سے روکیں۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ بہت اچھی بات ہے۔ ملک میں ایسے قوانین اور سزائیں ہونی چاہئیں جن کے ذریعہ لوگوں کو منشیات اور دیگر جرائم سے روکا جاسکے۔ خصوصاً اسکول اور کالج کے طلباء کو جو مستقبل کا سرمایہ ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور راستہ بھی ہے جس کے ذریعہ نوجوانوں کو منشیات ومنکرات کے استعمال اور بے راہ روی سے روکا جاسکتا ہے اور ملک کو ان جرائم سے پیدا ہونے والی مشکلات سے بچایا جاسکتا ہے؟۔ چنانچہ اس کی صورت یہ ہے کہ ان نوجوانوں کو دین کی راہ پر ڈال دیا جائے اور ان کے دلوں میں ایمان کی روح پیدا کی جائے۔ تاکہ وہ صالح شہری بن جائیں اور خود بخود بلا کسی قانون اور سزا کے خوف سے منشیات اور بے راہ روی کو چھوڑ دیں۔ نہ ان سے کسی کا ناحق قتل ہو، نہ کسی کا مال لوٹیں، نہ کسی کی عزت پر حملہ کریں اور نہ ہی حکومت اور عوام کے لئے مسائل پیدا کریں۔ بلکہ اپنے فرائض نہایت ذمہ داری اور پوری امانت داری سے ادا کریں۔ مزید میں نے ان سے یہ کہا کہ گزشتہ رات مجھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ کے شہر کے تبلیغی مرکز میں جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں نوجوانوں کا ایک بڑا مجمع تھا جن کی اکثریت اسکول اور کالج کے اساتذہ اور طلباء کی تھی۔ ان کے چہروں پر ایک نور اور وقار ہویدا تھا جن سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ منشیات یا دیگر جرائم کا ارتکاب کریں گے۔

وہ صاحب کہنے لگے کہ یہ بات بالکل صحیح ہے۔ہم نے بھی دیکھا ہے کہ جو لوگ اس جماعت کے ساتھ جڑ جاتے ہیں۔ان پر صلاح وتقویٰ کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور وہ منشیات یا دیگر جرائم سے دور بھاگتے ہیں۔لیکن ہمیں جماعت سے دو شکوے ہیں:

۱...... ایک یہ کہ جب کوئی ملازم پیشہ شخص ان سے متاثر ہو کر کچھ وقت ان کے ساتھ لگاتا ہے۔مثلاً: ایک چلہ۔تو بعض مرتبہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ شخص چلہ لگانے کے بعد اسی جماعت کا ہو کر رہ جاتا ہے۔اسے نوکری کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ بیوی بچوں کی فکر۔ادھر دفتر والے پوچھ رہے ہیں۔ادھر گھر والے پریشان۔

۲...... اسی طرح یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اسکول یا کالج کا جو طالب علم چھٹی کے دنوں میں جماعت کے ساتھ نکل جائے تو وہ تعلیلات ختم ہونے کے بعد بھی جماعت کے ساتھ چلتا رہتا ہے اور وہ اسکول چھوڑ دیتا ہے۔اسے تعلیم کی فکر ہوتی ہے اور نہ والدین کی پرواہ۔

میں نے ان سے کہا: بے شک اس طرح کے اکا دکا واقعات ہمارے ہاں بھی پیش آتے ہیں۔لیکن یہ انفرادی کوتاہیاں ہیں۔ان کا جماعت کی پالیسی سے کوئی تعلق نہیں۔لہٰذا ان کوتاہیوں کو ان افراد کی طرف منسوب کرنا چاہئے۔نہ کہ جماعت کی طرف۔اس لئے کہ جماعت والے کسی ملازم پیشہ شخص یا طالب علم کو ہرگز نہیں کہتے کہ تم اپنی ملازمت چھوڑ دو یا اسکول اور کالج کی تعلیم ترک کر دو اور جماعت میں لگ جاؤ۔بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ بھائی! رخصت کے ایام ہمارے ساتھ گزارو۔پھر اخلاص اور دیانت داری سے اپنا کام کرو۔

پھر میں نے کہا کہ ہمارے جامعہ کی مسجد میں ہر ہفتہ جماعت کا اجتماع ہوتا ہے جس میں طلبہ اور محلّہ کے لوگ بیٹھتے ہیں اور جماعت کے کسی بزرگ کا بیان ہوتا ہے۔ہم نے آج تک کسی کی زبان سے یہ نہیں سنا کہ وہ طلباء سے کہیں کہ تعلیم چھوڑ دو اور جماعت میں چلو۔بلکہ وہ تو انہیں خوب پڑھنے اور محنت کی ترغیب دیتے ہیں۔ہاں! یہ ضرور کہتے ہیں کہ جمعہ کی رات مدنی مسجد کراچی کے تبلیغ کے مرکز میں آجایا کریں۔کیونکہ اس دن چھٹی ہوتی ہے اور سالانہ چھٹیوں میں ایک چلہ لگایا کریں۔اصل بات یہ ہے کہ معاشرے کے ہر طبقہ میں اکا دکا جذباتی افراد ہوتے ہیں جن سے اس طرح کے غلط تصرفات صادر ہو جاتے ہیں۔آخر آپ نے بھی تو ایسے ملازمین کا تذکرہ سنا ہوگا جنہوں نے کسی دوسری وجہ سے جذبات میں آکر ملازمت چھوڑ دی یا ایسے طلباء کا تذکرہ بھی سنا ہوگا جو اسکول یا کالج سے بھاگ گئے۔لہٰذا ایسے تصرفات کی نسبت ان افراد کی طرف کرنی چاہئے نہ کہ جماعت کی طرف۔کیونکہ جماعت کی یہ پالیسی ہرگز نہیں۔وہ صاحب میری اس گفتگو سے کافی مطمئن ہوئے اور کہنے لگے کہ واقعی عوام الناس کی اصلاح کا یہی صحیح طریقہ ہے۔ جاری ہے!

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

مولانا اللہ وسایا

ضلع اٹک اسّی ،نوے دیہات وقصبات پر مشتمل مجموعہ کو علاقہ چھچھ کہتے ہیں جو دریائے سندھ کے کنارے پر واقع ہے۔ چھچھ میں اس کثرت سے علماء ومشائخ پیدا ہوئے کہ ان کو اس علاقہ کا ''بخارا'' قرار دیا گیا۔ علاقہ چھچھ کا مرکزی شہر ''حضرو'' ہے جو آج کل ضلع اٹک کی تحصیل کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ حضرو کے ایک گاؤں کا نام ''مبہودی'' ہے۔ چھچھ سے فاتح ہند جناب محمود غزنویؒ معروف مسلمان حکمران گزرے ہیں۔ آپ کے ساتھ جو کارواں تھا۔ ان میں پختون قبائل کا ایک قبیلہ ''یوسف خیل'' بھی تھا۔ اس یوسف خیل قبیلہ کے جد اعلیٰ نے یہاں ''مبہودی'' میں رہائش رکھ لی اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اس قبیلہ میں آگے چل کر نامور عالم دین ،بزرگ رہنما،صوفی کامل ،مرشد ومخدوم ،معقول ومنقول کے متبحر ،فاضل زمانہ ،یادگار اسلام شخصیت پیدا ہوئی جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوری تھا۔ اس زمانہ میں آج کے ''اٹک'' کا نام ''کیمل پور'' تھا۔ اس مناسبت سے حضرت مرحوم کو کیمل پوری کہا جاتا تھا۔ یہ نام سن کر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فی البدیہہ فرمایا تھا کہ مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوری نہیں یہ کامل پورے ہیں۔ چنانچہ اس دن سے آپ مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری کے نام سے موسوم ہوئے۔ حضرت مولانا کامل پوری، جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور، خیر المدارس ملتان اور ڈابھیل میں بھی حدیث شریف پڑھاتے رہے۔ حضرت تھانویؒ سے آپ کو خلافت بھی عنایت ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے چار صاحبزادے تھے۔ حضرت مولانا عبید الرحمٰنؒ، حضرت قاری سعید الرحمٰنؒ، حضرت حاجی محمد الرحمٰنؒ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ۔ مولانا عبید الرحمٰنؒ اور حاجی محمد الرحمٰنؒ برطانیہ کے شہر شفیلڈ میں رہتے تھے۔ مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی کے بانی ومہتمم تھے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے قیام سہارن پور کے دوران ۱۹۳۹ء میں وہیں پیدا ہوئے۔ مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، حضرت مولانا محمد اسعد اللہ کے دور اور نورانی ماحول میں مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے آنکھ کھولی۔ بڑے ہوئے تو انہی حضرات کے زیر سایہ مظاہر العلوم میں ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا۔ پاکستان میں اپنے والد گرامی کے ساتھ جامعہ خیر المدارس ملتان، دار العلوم ٹنڈو الہ یار خان، جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تعلیم حاصل کی۔ پھر جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے پاس ''تکمیل'' کے لئے

تشریف لائے۔ تکمیل کی تعلیم کیا مکمل کی کہ ’’کامل پوری‘‘ کا صاحبزادہ ’’مکمل طور‘‘ پر اپنے تکمیل کے استاذ حضرت شیخ بنوریؒ کا ’’کامل جانشین‘‘ بن گیا۔ زہے نصیب۔ دنیا لائے اس کی کوئی مثال؟

حضرت بنوریؒ نے تکمیل کے بعد حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں معاون مدرس اور معاون مفتی مقرر فرمادیا۔ یہاں سے حضرت مفتی صاحبؒ کے علمی وعملی سفر کا آغاز ہوا۔ کس تیزی کے ساتھ آپ نے یہ سفر کیا۔ کس طرح اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر اپنے اکابر کی توقعات پر پورا اترے کہ ابھی تھوڑا وقت نہیں گزرا کہ حضرت بنوریؒ نے حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کو اپنا ’’نسبتی بیٹا‘‘ بنالیا۔ پھر چشم فلک نے یہ بھی دیکھا کہ آپ نے حضرت مفتی صاحب کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ کا نائب مہتمم بنادیا۔ دنیا نے اس نظارہ کو بھی ملاحظہ کیا کہ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کو شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے تجربہ تمام اساتذہ کی مشاورت، دعاؤں اور استخاروں کے بعد ’’حیاً میتاً‘‘ اپنا جانشین قرار دیا۔

حق تعالیٰ شانہ نے حضرت بنوریؒ کے انتخاب کو لاجواب بنادیا کہ مفتی احمد الرحمٰنؒ نے حضرت بنوریؒ کی امانت کا حق ادا کیا۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کو بام عروج تک پہنچایا۔ ملیر، سہراب گوٹھ اور دیگر اکثر وبیشتر شاخیں حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کے عہد اہتمام میں قائم ہوئیں۔ ان کی تمام ترقی حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کی شبانہ روز اخلاص بھری کاوش کی رہین منت ہے۔

حضرت بنوریؒ نے عصر حاضر کے تمام فتنوں کے خلاف کلمہ حق بلند کیا۔ مساجد ومدارس کے تحفظ اور بقاء کے لئے صدائے حق بلند کی۔ ان تمام صفات میں بھی مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ آپ کے حقیقی جانشین ثابت ہوئے کہ آپ نے اپنے دور میں دین اسلام کی سربلندی اور ترویج واشاعت کے خلاف جہاں کسی سمت سے بھی کوئی آواز اٹھی آپ نے پوری توانائی سے اس کا ناطقہ بند کیا۔

حضرت بنوریؒ اپنے وقت میں نامور شیخ طریقت تھے۔ اس خوبی وکمال میں بھی مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ آپ کے جانشین ثابت ہوئے کہ آپ نے شیخ وقت مولانا عبدالعزیز سرگودھویؒ سے بیعت وسلوک کے مراحل طے کئے۔ پھر حضرت حکیم الامتؒ کے خلیفہ شیخ زمانہ مولانا فقیر محمد پشاوریؒ سے آپ کو خلافت ملی۔ دنیا جانتی ہے کہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے حرمین شریفین کے بکثرت سفر کئے اور وہاں آپ کی عبادت کا انہاک ضرب المثل تھا۔ اس خوبی میں مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ آپ کے جانشین ثابت ہوئے کہ بکثرت حرمین کے نہ صرف سفر کئے بلکہ وہاں عبادات اور لمبی مخلصانہ دعاؤں سے وہ منظر پیش کئے کہ ہمسفر حضرات آج بھی وہ بیان کرتے وقت گلوگیر ہو جاتے ہیں۔ حضرت بنوریؒ جمعیت علماء اسلام کے معاون ومددگار تھے۔ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے اس صیغہ میں بھی آپ کی جانشینی کا حق ادا کیا کہ جمعیت علماء اسلام کراچی کے عرصہ تک امیر اور بعد ازاں اس کی تعمیر وترقی کے لئے کوشاں رہے۔

شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نہ صرف امیر مرکزیہ تھے۔ بلکہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء بھی آپ کی امارت وقیادت میں چلی اور کامیابی سے سرفراز ہوئی۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کو اللہ رب العزت نے یہ اعزاز بھی بخشا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ وترویج کے لئے بھی جانشین کے طور پر آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت بنوریؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے مولانا خواجہ خان محمدؒ کو عالمی مجلس کا نائب امیر مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اب دیکھئے جب حضرت بنوریؒ کا وصال ہوا تو اس کے بعد سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جنرل کونسل کا اجلاس ۲۷؍دسمبر ۱۹۷۷ء کو چنیوٹ میں منعقد ہوا۔ اس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کو اور نائب امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ کو منتخب کیا گیا۔ یہ انتخاب تین سال کے لئے تھا۔ اس اجلاس میں حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اپنی علالت کے باعث تشریف نہ لا سکے تھے۔ تین سال کے بعد پھر انتخابی اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جنرل کونسل کا ۸؍مارچ ۱۹۸۱ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ چنانچہ جنرل کونسل کا پہلا اجلاس جو حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں شرکاء اجلاس نے نائب امیر منتخب کرنے کا حضرت خواجہ صاحبؒ کو اختیار دے دیا۔ آپ نے اگلے لمحہ اعلان کردیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا مفتی احمد الرحمنؒ ہوں گے۔ چنانچہ جنرل کونسل کے اجلاس کے چار ماہ بعد ۹؍اگست ۱۹۸۱ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ملتان دفتر میں اجلاس ہوا۔ اس میں حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ پہلی بار بطور نائب امیر کے شریک ہوئے۔

اس اجلاس کے تین فیصلے ایسے ہیں جن کی نسبت سوفیصد یقین سے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کی طرف کی جانی چاہئے:

۱...... یہ کہ کراچی میں مجلس کا دفتر ایم اے جناح روڈ بالمقابل ریڈیو اسٹیشن تھا۔ اس عمارت کا نام سارہ منزل تھا۔ وہ عمارت خاصی پرانی ہوگئی تو دفتر وہاں سے موجودہ جگہ مسجد باب الرحمت پرانی نمائش میں منتقل ہوچکا تھا۔ یہ مسجد اور اس کے ساتھ عمارت بھی خاصی پرانی تھی۔ گزارہ تو مجبوری سے ہورہا تھا۔ لیکن دفتر کی ضروریات کے لئے قطعاً ناموزوں تھی۔ آج کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ اس مسجد کی تعمیر جدید کی جائے۔ دفتر لائبریری کے لئے خوبصورت نقشہ منظور کرایا جائے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آج کی موجودہ مسجد باب الرحمت اور موجودہ دفتر کی کوہ قامت عمارت کی تعمیر میں شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ (جوان دنوں کراچی مجلس کے ناظم تبلیغ تھے)، جناب عبدالرحمن یعقوب باوا (جوان دنوں کراچی مجلس کے ناظم اعلیٰ تھے)، ان سب حضرات کا بہت بڑا کردار ہے۔ لیکن کبھی نہ حقیقت کو فراموش کیا جاسکے گا

کہ ان تمام حضرات کی قیادت وسیادت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ فرمارہے تھے جو اس وقت مرکزی نائب امیر اور کراچی مجلس کے امیر تھے۔ آپ کی قیادت میں متذکرہ وحضرات نے؟ کا آغاز کیا اور شیخین کریمین، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے سرپرستی فرمائی تو یہ عالمی مجلس کراچی کا دفتر اور مسجد کا موجودہ منظر امت کو دعوت نظارہ دینے لگا۔

۲...... اس ۹؍ اگست ۱۹۸۱ء کے اجلاس میں ہی موجودہ امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا رکن منتخب کیا گیا۔ اس کی نسبت بھی یقیناً حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ ہی کی طرف کرنا عین انصاف ہے۔

۳...... اس اجلاس میں مسلم کالونی چناب نگر مسجد ومدرسہ کی تعمیرات جو جاری تھیں ان کی توسیع وترقی کے فیصلے کئے گئے۔ ان میں ایک فیصلہ یہ بھی تھا کہ چناب نگر میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی داغ بیل ڈالی جائے۔ ۹؍ اگست ۱۹۸۱ء کو یہ فیصلہ ہوا کہ ۷؍ ستمبر ۱۹۸۱ء کو ختم نبوت کانفرنس مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر منعقد کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ حکومت نے اس وقت کے رفقاء کرام مولانا خدا بخش شجاع آبادیؒ اور دوسرے حضرات کو پیشکش کی کہ آپ بجائے مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن پر یہ اجتماع منعقد کرنے کے مسلم کالونی اپنی مسجد ومدرسہ میں منعقد کرلیں۔ ان حضرات نے حضرت مولانا تاج محمودؒ اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے مشورہ لیا۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس حکومتی پیشکش کو قبول کرلیں۔ چنانچہ یہ ۷؍ ستمبر ۱۹۸۱ء کو مسلم کالونی چناب نگر میں ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس بغیر کسی تیاری کے منعقد کی گئی۔ قرب وجوار میں جو اعلان ہوا تو دیگ کے بھی بہت سارے حضرات آگئے۔ خوب رش ہوگیا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا عبدالقادر اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے اور عصر تک دعائے خیر ہوگئی۔ یہ اجلاس ایک متبادل تجویز کے طور پر منعقد ہوا۔ لیکن اگلے سال ۱۹۸۲ء کی پہلی ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے لئے بنیاد کا درجہ حاصل ہو گیا۔ چنانچہ ۲۵؍ مئی ۱۹۸۲ء کو عالمی مجلس کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں فیصلہ کیا گیا کہ سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ۶؍ ستمبر کو مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد کی جائے۔

قارئین! دیکھئے کہ اس امر (فیصلہ نمبر۳) کو میں نے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے حوالہ سے اس لئے بیان کیا ہے کہ اس اجلاس میں سالانہ پہلی ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی تیاری کے لئے جو سب سے پہلی استقبالیہ تجویز ہوئی۔ اس کے صدر کے لئے مولانا محمد اشرف ہمدانی مرحوم اور سیکرٹری کے لئے فقیر راقم کا نام حضرت مولانا احمد الرحمٰنؒ نے تجویز فرمایا تھا۔ جس کی پوری ہاؤس نے تائید فرمائی۔ فقیر راقم کو ان دنوں مجلس کے بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرنے کا ڈھنگ بھی نہ آتا تھا۔ حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کی ذرہ نوازی نے ایک لمحہ

میں کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ دیکھئے حضرت مرحوم پر سوانح مضمون لکھتے لکھتے کس طرح اپنی مدح سرائی پر آ کر تان توڑ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ لیکن اپنے محسن ومخدوم کو کوئی بھول سکتا ہے کہ فقیر کی صف اوّل میں جگہ بنانے کے لئے پہل حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے فرمائی تھی۔ خیر کانفرنس ہوئی لیکن آب وتاب سے اس کانفرنس میں حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ خود بھی تشریف لائے۔ دوسرے روز ظہر کے بعد کے اجلاس سے خطاب بھی فرمایا۔ مسجد ومدرسہ اور ان کی تعمیرات کو بھی دیکھا۔

آیئے! قارئین ذرا چلتے ہیں کہ واقعات کی کڑیاں مل جائیں۔ شیخ الاسلام حضرت بنوریؒ کے عہد امارت میں چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیا گیا۔ مساجد ومدارس قائم ہوئے۔ ان کے سنگ بنیاد کی تقریب کرنا تھی۔ حضرت بنوریؒ کو اس میں تشریف لانا تھا۔ بار بار اعلانات ہوئے تاریخیں مقرر ہوئیں۔ لیکن قدرت کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں کہ حضرت بنوریؒ تشریف نہ لاسکے۔ اب ذرا تاریخ کے تسلسل پر نظر ڈالئے۔ ۱۹۷۴ء میں فیصلہ ہوا۔ ۱۹۷۵ء میں مجلس نے چناب نگر میں اپنے کام کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۶ء میں مسلم کالونی کی حکومت نے سکیم منظور کی۔ مسجد ومدرسہ کے لئے عالمی مجلس کو پلاٹ حاصل ہوا۔ یہاں کام کا آغاز ہوا۔ خواہش، کوشش، اعلان واہتمام کے باوجود حضرت بنوریؒ تشریف نہ لاسکے۔ پلاٹ پر کام کا آغاز ہوا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے بسم اللہ کرادی۔ چھوٹے اجتماع کر کے کام آگے بڑھتا رہا۔ آج ساری محنتوں کو ملک بھر کے عوام نے شریک نظارہ ہو کر ملاحظہ کرنا تھا تو حضرت بنوریؒ کے دو جانشین حضرات حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کو اس مبارک موقع قدرت نے قیادت وسیادت سے سرفراز فرمایا۔ یاد اایسے پڑتا ہے کہ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے چناب نگر کی سالانہ پہلی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کیا فرمائی کہ زندگی بھر پھر ناغہ نہیں فرمایا۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی امارت، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی نائب امارت کے دور میں ۲۷؍اپریل ۱۹۸۳ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ اس میں قادیانیوں کی غنڈہ گردی جہلم چپ بورڈ فیکٹری سے مسلمان مزدوروں پر فائرنگ، شیخو پورہ میں مولانا عبدالہادی مرحوم پر حملہ، سیالکوٹ میں جناب اسلم قریشی کے اغوا اور دیگر عوامل پر غور وخوض کیا گیا۔

اس اجلاس میں قادیانی غنڈہ گردی کے بیان پر مولانا تاج محمودؒ سخت دل گرفتہ ہوئے تو یہ بات ریکارڈ کا حصہ ہے کہ اس موقع پر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے اجلاس کو حوصلہ دیا۔ حوصلہ کیا دیا بلکہ حضرت بنوریؒ کی جانشینی اور حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی ترجمانی سے ایسے گفتگو فرمائی کہ اسے پورے اجلاس کا ثمرہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا احیاء کیا جائے۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حکیم عبدالرحمٰن، جناب ریاض الحسن

گنگوہیؒ نے مرکزی مجلس عمل کے احیاء کے لئے جہاں کوشش فرمائی۔ وہاں اندرون سندھ اور بالخصوص کراچی میں اس کا احیاء اور سرپرستی حضرت مولانا مفتی احمدالرحمٰنؒ نے فرمائی۔ کراچی میں ۱۹؍اپریل ۱۹۸۴ء کونشتر پارک میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کا تمام تر انتظام حضرت مولانا مفتی احمدالرحمٰنؒ نے فرمایا۔ مجلس کے تمام رفقاء کو آپ نے سراپا تیاری بنادیا۔ کانفرنس بڑی آب وتاب سے منعقد ہوئی۔ اس کا خطبہ استقبالیہ بحیثیت استقبالیہ کے سربراہ کے حضرت مولانا مفتی احمدالرحمٰنؒ نے پڑھا۔ اس کانفرنس سے مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا زاہد الراشدی، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا اسفندیار، مولانا احسان الٰہی ظہیر، مولانا مفتی مختار احمد نعیمی، مولانا محمد لقمان علی پوری اور دیگر حضرات نے حضرت مولانا احمدالرحمٰنؒ کی قیادت وسیادت میں خطاب فرمایا۔ اس سے قبل مجلس کے تحت فیصل آباد، سیالکوٹ، کوئٹہ، حیدرآباد میں کانفرنسیں ہوچکی تھیں۔ کراچی کی یہ کانفرنس آخری کانفرنس ۲۷؍اپریل ۱۹۸۴ء کو راولپنڈی راجہ بازار میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس اور اس میں آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کرنے کا پروگرام طے تھا۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے مذاکرات کے لئے مجلس عمل کے وفد کو ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو ملاقات کے لئے دعوت دی۔ چنانچہ یہ وفد حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی سربراہی میں جنرل محمد ضیاء الحق سے ملا۔ اس وفد میں میرے مخدوم ممدوح مفتی احمدالرحمٰنؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا قاضی اسرارالحق، جناب خاقان بابر، مولانا محمد عبداللہ شہید، مولانا مفتی زین العابدین، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف شامل تھے۔ اس وفد کے سامنے جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر دستخط کئے۔ پروردگار عالم تیری قدرت کے اپنے فیصلے ہیں۔ اگر کل ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا تو تب اس کام کی سربراہی کا اعزاز مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو حاصل تھا۔ آج ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کے جس وفد نے جنرل محمد ضیاء الحق سے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر دستخط کرانے کا اعزاز حاصل کیا ان کے ماتھے کا جھومر مولانا احمدالرحمٰنؒ کی ذات گرامی ہے۔

قارئین! ان تفصیلات کو میں یہاں چھوڑتا ہوں۔ اس آرڈیننس کے بعد مرزا طاہر نے پاکستان سے لندن کے لئے مجرمانہ فرار اختیار کیا۔ اگلے سال یعنی اگست ۱۹۸۵ء کو برطانیہ میں پہلی سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ اس میں دیگر قائدین کے ساتھ دیکھئے ختم نبوت کانفرنس میں مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ایک جانب مولانا سید اسعد مدنیؒ تھے تو دوسری جانب مولانا احمدالرحمٰنؒ تھے۔ دیانتداری کی بات ہے کہ ختم نبوت کانفرنس کی تیاری وانعقاد میں مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا، مولانا منظور احمد الحسینی، حضرت مولانا یوسف متالا جہاں نمایاں نظر آتے ہیں۔ وہاں جمیعت علماء برطانیہ کی پوری قیادت بھی شریک عمل تھی۔ اس وقت جمیعت علماء برطانیہ کے مولانا عبیدالرحمٰن

تھے جو مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کے بڑے بھائی تھے اور جمعیت علماء برطانیہ کے روح رواں مولانا مفتی محمد اسلم صاحب تھے۔ جو مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کے شاگرد رشید تھے۔ غرض اس دن سے لے کر آج تک سالانہ ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کی کامیابی میں جن حضرات کے وجود مسعود کی برکتوں کا ظہور نمایاں نظر آرہا ہے۔ ان میں مولانا مفتی احمد الرحمنؒ بھی تھے۔

۲۰ر جنوری ۱۹۸۴ء کو عالمی مجلس کے مرکزی رہنما مولانا تاج محمودؒ کے وصال پر مولانا مفتی احمد الرحمنؒ فیصل آباد تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ ۱۴ر فروری ۱۹۸۵ء میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا ملتان میں وصال ہوا۔ ان کے جنازہ میں حضرت مفتی احمد الرحمنؒ تشریف لائے۔ ۷ر جولائی ۱۹۸۵ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں عالمی مجلس کی مرکزی جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا خواجہ خان محمدؒ کو امیر مرکزیہ منتخب کیا گیا اور مرکزی نائب امیر کے لئے مولانا احمد الرحمنؒ دوسری بار منتخب ہوئے۔ اس اجلاس کی کارروائی میں درج ہے کہ مولانا مفتی احمد الرحمنؒ نے اپنی مصروفیت کی وجہ سے معذرت کے لئے کھڑے ہوئے لیکن سینکڑوں افراد پر مشتمل مرکزی جنرل کونسل نے متفقہ طور پر درخواست کی کہ حضرت آپ ہی نائب امارت قبول فرمائیں۔ ادھر حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے بھی فرمایا تو حضرت مفتی احمد الرحمنؒ کی کریم النفسی کا ملاحظہ ہو کہ ایک لفظ کہے بغیر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو میرے معذرت کرنے کی کیا مجال ہے۔

پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ پہلی ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کے لئے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کا تشریف لے جانا اس کی کامیابی میں آپ کا اثر ورسوخ اور ذاتی وجاہت نے کافی اثر دکھایا۔ کانفرنس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لندن میں اپنا ملکیتی دفتر قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کی قیادت میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ، حاجی عبدالرحمن یعقوب باوا نے اس کے لئے عرب امارات کا دس روزہ دورہ کیا جو انتہائی کامیاب رہا اور لندن دفتر کی خریداری کے لئے خاصی امداد یہاں سے حاصل ہوئی۔ اللہ رب العزت بہت ہی جزائے دیں۔ مولانا خلیل احمد ہزارویؒ، الحاج محمد رفیق صابریؒ، جناب اشتیاق حسین کو انہوں نے بہت ہی مخلصانہ جدوجہد میں ان اکابر کی تشریف آوری سے بھرپور مدد فراہم کردی۔ غرض کراچی دفتر سے لندن دفتر تک حضرت مفتی احمد الرحمنؒ کا قائدانہ کردار ختم نبوت تحریک کا حصہ ہے۔

عالمی مجلس کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ۶ر مارچ ۱۹۸۸ء کے اجلاس میں لندن دفتر کے لئے حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی تقرری کی تجویز حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ نے دی تھی۔ یہ کتنی صائب تھی۔ اسے ہر باخبر آدمی جانتا ہے۔ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر عالمی مجلس کی

جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی کارروائی میں جنرل کے ۱۶۸ ممبران نے شرکت فرمائی۔ اس اجلاس کی حاضری میں تیسرے نمبر پر حضرت مولانا مفتی الرحمنؒ کے دستخط ہیں اور ۱۶۸ یعنی آخری نمبر پر حضرت مولانا محمد جمیل خانؒ کے اس اجلاس میں تیسری بار حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ عالمی مجلس کے بالاتفاق نائب منتخب ہوئے۔ اس کے بعد ۲۵ فروری ۱۹۹۰ء کے مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں شرکت نے حضرت مفتی صاحب نے سرفراز فرمایا۔ اس اجلاس کے ٹھیک گیارہ ماہ بعد ۳۱ رجنوری ۱۹۹۱ء کو کراچی میں واصل بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

وفاق المدارس کی نائب صدارت، پھر ناظم عمومی، سواد اعظم کی تشکیل، سنی محاذ کی صدارت، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، جمعیۃ علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت غرض کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں حضرت مفتی صاحبؒ نے حصہ نہ لیا ہو اور پھر قدرت کا کرم یہ کہ جہاں تشریف لے گئے۔ قدرت نے انہیں نمایاں کیا۔ قیادت سے سرفراز فرمایا وہ بہت بڑی دینی شخصیت حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوریؒ کے صاحبزادہ عالم اسلام کی معروف شخصیت حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے جانشین تھے۔ قدرت نے حضرت مفتی صاحبؒ کو بھی واقعی طور پر ان حضرات کے منصب کی وراثت کا اہل بنادیا۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا دورۂ کراچی

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ۲۸ ردسمبر بروز سوموار بہاول پور سے کراچی کے لئے روانہ ہوئے۔ ۲۹ ردسمبر بروز منگل آپ ایک ہفتہ کے دورہ پر کراچی پہنچے۔ اسی دن ۲۹ ردسمبر بروز منگل بعد از نماز عشاء دھوبی مسجد کانفرنس میں آپ نے بیان فرمایا۔ اسی طرح ۳۰ ردسمبر بروز بدھ کو بعد از نماز عشاء میراں ناکا کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں آپ کے دو، دو پروگرام روزمرہ کی بناء پر شروع ہوگئے۔ لہٰذا، ۳۱ ردسمبر بروز جمعرات دن ۱۱ بجے جامعہ اشرف المدارس میں آپ کا بیان ہوا۔ جس میں ابتدائی گفتگو کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے فرمائی۔ اسی دن کا دوسرا پروگرام بعد از نماز مغرب جامع مسجد باب الرحمت دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں تربیتی نشست کے حوالے سے منعقد ہوا۔ جس میں آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے عنوان پر لیکچر دیا۔ یکم رجنوری بروز جمعۃ المبارک جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کی زیر نگرانی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ پھر بعد از نماز مغرب شافعی مسجد میں کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ ۲ رجنوری بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر مدرسہ رحمانیہ بفرزون میں اور پھر بعد از نماز عشاء منظور کالونی کانفرنس میں بیان فرمائے۔ ۳ رجنوری بروز اتوار بعد از نماز ظہر اسکاؤٹ کالونی اور بعد از نماز عشاء مرکز شاہ لطیف ٹاؤن کانفرنس میں بیان فرمایا۔ ۴ رجنوری بروز سوموار کو کراچی سے ملتان کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو ہم سے بچھڑے ایک سال ہو گیا ہے۔ وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ لگتا ہے ابھی کل کا دن ہے جب یکم فروری ۲۰۱۵ء کی رات کو حضرت لدھیانویؒ کے جنازے میں شرکت کے لئے براستہ ملتان، کبیروڑپکا گیا۔ یہ میرا کبیروڑپکا کا پہلا سفر تھا۔ موسم بھی ابر آلود تھا اور دل بھی مغموم۔ رات بھر سفر کیا اور صبح تقریباً ساڑھے آٹھ بجے کبیروڑپکا پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا ہجوم بے کراں، اپنے قائد کو الوداع کہنے کے لئے جوق در جوق آرہے تھے۔ میں نے وہاں پہنچ کر اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا۔ جس نے اتنے لمبے سفر کے بعد خیریت و عافیت سے وہاں پہنچا دیا تھا۔ اتنا طویل سفر طے کرکے اس لئے بھی گیا تھا کہ نیک لوگوں کے جنازے میں شریک ہونے سے شرکت کرنے والوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سے میری تین بار ملاقات ہوئی۔ ان ملاقاتوں میں حضرت نے اتنی شفقت اور محبت دی کہ بیان سے باہر۔ حضرت کی پہلی بار زیارت خانقاہ سراجیہ کندیاں میں ختم بخاری شریف کی تقریب میں ہوئی۔ آپ کا بیان پہلی بار سنا، پورا بیان تو یاد نہیں لیکن حضرت کی ایک بات آج تک یاد ہے، فرمایا: ”کہ ایک رنگ بنانے والا ہوتا ہے۔ ایک رنگ فروخت کرنے والا اور ایک رنگ کو کپڑے پر رنگنے والا ہوتا ہے۔ ان تینوں کی محنت کے بعد کپڑا خوشنما اور رنگدار نظر آتا ہے۔ فرمایا کہ دین کے بھی تین رنگ والے ہیں۔ اللہ رب العزت رنگ بنانے والے ہیں، علماء رنگ فروخت کرنے والے ہیں اور یہ خانقاہوں والے رنگ رنگنے والے ہیں۔ ان سے اپنا تعلق مضبوط کرلو تو رنگ چڑھ جائے گا۔“

اگلے سال حضرت چناب نگر ختم نبوت کورس کے اختتامی پروگرام میں شرکت کے لئے ایک دن قبل شام کو تشریف لائے۔ مولانا غلام مصطفیٰ کے گھر حضرت کا قیام تھا وہاں جاکر حضرت سے مصافحہ کیا اور حضرت سے دعائیں لیں۔ جبکہ حضرت سے آخری ملاقات چناب نگر میں ہی ۲۳؍ جون ۲۰۱۴ء کو ختم نبوت کورس کے آخری روز ہوئی۔ صبح صبح مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت امیر مرکزیہ صاحب تشریف لاچکے ہیں۔ آپ نے ان کی زیارت کرنی ہے تو میرے ساتھ چلیں۔ میں مولانا کے ساتھ مدرسہ کی نئی عمارت کے مہمان خانے میں حضرت کی زیارت کے لئے چل پڑا۔ وہاں پہنچ کر مولانا محمد اسماعیل نے حضرت سے میرا تعارف کرایا، تو حضرت نے کافی دیر میری داڑھی اپنے مبارک ہاتھوں میں پکڑے رکھی اور دعاؤں سے نوازتے رہے۔ میں وہیں حضرت کے پاس ہی بیٹھ گیا تو حضرت نے چند نصیحتیں کیں: ”فرمایا کہ

آج کل فتنوں کا دور ہے اوران فتنوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنے اکابر کے ساتھ جڑے رہو۔ اکابر کے بارے میں کبھی بھی اپنے دل میں میل نہ آنے دینا ورنہ اپنا نقصان کر بیٹھو گے۔ مزید فرمایا کہ باہر بہت شکنجے لگے ہوئے ہیں جو بھی اپنے اکابر کو چھوڑ دے گا یا اکابر کے بارے میں دل میں میل آئے گی تو وہ کسی نہ کسی شکنجے میں آجائے گا۔ لہٰذا اپنے اکابر کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو۔“

اسی دوران حضرت نے اپنے ساتھ ناشتہ بھی کرایا۔ حضرت لدھیانویؒ سے یہ ایک یادگار ملاقات تھی جو کہ آخری بھی ثابت ہوئی۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ ایک وجیہی شخصیت کے مالک تھے۔ جو بھی ان سے ملتا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے بعد حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ بھی ہم سے بہت جلد بچھڑ گئے۔ حضرت امیر شریعتؒ سے لے کر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ تک تمام امراء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیکھتا ہوں تو اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے ہیرے اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا دفاع کرنے والی اس جماعت کی قیادت کے لئے چنے۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں ان حضرات کی قبور مبارک پر۔ آمین!

ختم نبوت کورس راولپنڈی

۱۹، ۲۰ دسمبر کو جامع مسجد الرحمان میں دو روزہ ختم نبوت کورس شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد امیر مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کی نگرانی میں منعقد ہوا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیئے۔

ختم نبوت کورس اوکاڑہ

۲۸، ۲۹، ۳۰ دسمبر بعد نماز مغرب تا عشاء جامع مسجد حنفیہ لی ہولی میں تین روزہ کورس منعقد ہوا۔ ۲۸ دسمبر مولانا مفتی غلام مصطفیٰ، ۲۹، ۳۰ دسمبر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیئے۔

ختم نبوت کورس رینالہ خورد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ محمودیہ رینالہ خورد میں ۲۸، ۲۹، ۳۰ دسمبر کو ختم نبوت کورس منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالرزاق، مولانا مفتی غلام مصطفیٰ اوکاڑہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیئے۔ مولانا قاری زرین احمد خان اور مولانا قاضی ہارون الرشید نے خصوصی شرکت کی۔

گوجرانوالہ میں تعزیتی جلسہ

قاری منیر احمد قادری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گجرانوالہ کے نائب امیر تھے۔ ان کی یاد میں تعزیتی جلسہ مسجد فضل میں منعقد ہوا۔ صدارت مولانا محمد اشرف مجددی نے کی۔ مولانا شجاع آبادی نے خراج تحسین پیش کیا۔ بعد ازاں رسولنگر میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا فقیر اللہ اختر نے ۲۶ دسمبر بعد نماز مغرب خطاب کیا۔

حاجی اشتیاق احمد رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

جناب اعجاز احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور بچوں کے معروف ومقبول مصنف اشتیاق احمدؒ ہندوستان کے تاریخی شہر پانی پت میں ۱۹۴۴ء میں پیدا ہوئے۔قیام پاکستان کے بعد خاندان سمیت ہجرت کی اور جھنگ میں سکونت اختیار کی۔لڑکپن میں لکھنا شروع کیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بچوں کے جاسوسی ادب کے معمار بن گئے۔انہوں نے آٹھ سو سے زائد ناول لکھے۔”انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا، شوکی سیریز“ ان کے مقبول عام سلسلے تھے۔۱۹۸۳ء ان کی زندگی کا اہم موڑ ثابت ہوا جب انہوں نے ”وادی مرجان“ کے نام سے فتنہ قادیانیت کے متعلق ایک داستان لکھی۔اس ناول نے فوراً دینی حلقوں کی توجہ حاصل کرلی اور یہ ناول اشتیاق احمدؒ کی اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے شناسائی کا باعث بنا۔حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ اور حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ سے اشتیاق احمدؒ کی ملاقاتیں ہوئیں۔یہ ناول حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تک پہنچا اور انہوں نے تعریفی خط لکھا۔جناب اشتیاق احمدؒ اب دینی موضوعات پر بھی خوب لکھنے لگے: ”رسول ﷺ کی باتیں، صدیقؓ کی باتیں، فاروقؓ کی باتیں، عثمانؓ کی باتیں، علیؓ کی باتیں، حسنؓ وحسینؓ کی باتیں، صحابہؓ کی باتیں، عمر ثانیؒ کی باتیں اور قیامت کب آئے گی“ جیسے شاہکار ناول تصنیف کیے۔مرزا قادیانی پر ایک ناول لکھا۔

۱۹۸۰ء کی دہائی کی بات ہے۔تب میں سکول کا طالب علم تھا۔فارغ وقت میں دیگر طلبہ کی طرح قصے کہانیاں پڑھتا تھا۔تب انٹرنیٹ، موبائل اور کیبل کے نام سے یہ ایجادات نہیں ہوتی تھیں جو طلبہ کی توجہ کھینچتیں۔فارغ وقت کا مصرف کھیل کود اور مطالعہ ہوتا۔جلد ہی اشتیاق احمدؒ کے ناولوں نے میری توجہ حاصل کی۔ان ناولوں میں جو کشش نظر آئی تو دیگر کہانیوں کو بھول گیا۔کبھی نئی کتاب خرید کر، کبھی کباڑیے سے لے کر، کبھی دوستوں سے مستعار لے کر خوب ناول پڑھے۔تب سکول جاتے ہوئے بھی بستے میں ایک آدھ ناول رکھتا۔تاکہ ہم جماعتوں سے تبادلہ کرسکوں۔عقیدۂ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کے متعلق ایک کمسن لڑکے کے ذہن میں جتنا علم سما سکتا تھا وہ انہی ناولوں اور کتابوں سے ملا۔یہ اشتیاق احمد مرحوم کا عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے بچوں کی ذہنی سطح کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قادیانیت کے دجل کو عام کیا۔فتنہ قادیانیت کے آغاز سے لے کر اب تک ہزاروں معرکۃ الآراء کتب لکھی جاچکی ہیں۔مگر وہ سب بڑوں کے لئے ہیں۔بچوں کے لئے اس عنوان پر اگر کسی نے لکھا تو وہ اشتیاق احمدؒ کی شخصیت ہے۔انہوں نے صحابہ کرامؓ کی سیرت کو

عام فہم اور دلچسپ انداز میں بچوں کے سامنے پیش کیا۔ میں اب تک انہی کی کتابوں کے مواد سے فائدہ اٹھاتا ہوں۔ ان کے بعض ناولوں کے آخر میں ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا مختصر تعارف ہوتا اور یہ نام سب سے پہلے میں نے ان کے ناولوں پر دیکھا۔ ہر ناول کے شروع میں وہ لکھتے تھے کہ اگر نماز کا وقت ہو، سکول کا کام ہو یا گھر والوں نے کوئی کام ذمہ لگایا ہو تو پہلے وہ کام کریں پھر ناول پڑھیں۔ اس طرح بچوں کی تربیت بھی کرتے رہے۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی کے آخر میں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے ختم نبوت کے عظیم مشن سے جوڑا تب بھی اشتیاق احمد مرحوم کے یہ ناول میرے لئے مشغل راہ تھے۔ بچپن کا دور ختم ہوا تو ناولوں کی بجائے ٹھوس علمی کتابوں سے واسطہ پڑا۔ اب اشتیاق احمدؒ میرے لئے ماضی کی یاد تھے۔ تاہم ان سے ملنے کا شوق کبھی سرد نہیں پڑا۔ ۱۹۹۸ء میں جب چناب نگر میں رد قادیانیت کورس کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تو معلوم ہوا کہ اشتیاق صاحبؒ کورس میں پڑھاتے ہیں۔ شدت سے انتظار کیا مگر شومئی قسمت کہ اس دفعہ وہ تشریف نہ لائے۔ معلوم ہوا کہ وہ سالانہ کانفرنس میں مستقل حاضری دیتے ہیں۔ اب کانفرنس میں تلاش وجستجو کی، مگر ناکامی کے سوا کچھ نہ ملا۔ اس سے اگلی دفعہ یعنی سن ۲۰۰۰ء کی کانفرنس میں یہ تہیہ کرلیا تھا کہ اب حاجی صاحب کو بہرصورت ڈھونڈنا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ لائبریری میں قیام کرتے ہیں۔ وہاں گیا تو احباب نے بتایا کہ کھانے والے پنڈال کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ اب وہاں جاکر تلاش کرنا شروع کیا۔ مگر جلد ہی اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ بھلا جس شخص کو دیکھا نہ ہو اور نہ اس کی تصویر دیکھی ہو، اسے کیسے تلاش کیا جائے۔ میں پھر لائبریری پہنچا تو بتایا گیا کہ حاجی صاحب اندر تشریف فرما ہیں۔ جاکر دیکھا تو ایک سفید ریش بزرگ بیٹھے تھے۔ ان سے اشتیاق احمد کا پوچھا تو فرمانے لگے کہ میں ہی ہوں۔ مجھے حیرت ہوئی۔ میرے تصور میں دور حاضر کے اکثر ادیبوں کا حلیہ تھا۔ بہرحال خود کو سنبھالا اور اپنے محبوب مصنف سے جی بھر کر باتیں کیں۔ عام طور پر اشتیاق احمدؒ تحریری کاموں میں ایسے مصروف رہتے تھے کہ ملاقاتیوں سے ہمیشہ شاکی رہے۔ مگر کانفرنس میں تو فرصت ہی فرصت تھی۔ یہ ایک یادگار اور طویل نشست تھی۔ اب ہر سال کانفرنس میں ملاقات ہوجاتی۔ کبھی مجلس عمومی کے اجلاس میں ملاقات ہوجاتی۔ اشتیاق احمدؒ کے چھوٹے بھائی آفتاب احمد نے بھی بچوں کے لئے ناول لکھنے شروع کئے۔ مگر وہ جوانی میں ہی انتقال کرگئے۔

۲۰۰۵ء میں پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کے اخراج پر ہمارا احتجاجی مظاہرہ اسلام آباد میں ہوا۔ ملک بھر سے مجاہدین ختم نبوت حاضر تھے۔ میں ایک مسجد میں نماز ظہر کے لئے وضو کرنے گیا تو وضو کی جگہ پر اشتیاق احمد مرحوم کو دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی۔ ناموس رسالت ﷺ کے لئے بڑھاپے میں یہ سفر اور وہ بھی کارکن کی طرح۔ کبھی سالانہ کانفرنس میں سٹیج پر نہیں گئے اور نہ خطاب فرمایا۔ عام مجمع میں رہے۔ ہفت روزہ ''ضرب مؤمن'' نے اسلامی صحافت میں جس انقلاب کی بنیاد رکھی تھی۔ اس کی اگلی منزل ''روزنامہ اسلام''

اور پھر بچوں کا رسالہ ’’بچوں کا اسلام‘‘ بنا۔ رسالے کی ارادت کے لئے منتظمین کی نگاہ انتخاب ٹھہری تو جناب اشتیاق احمدؒ پر جا کر ٹھہری۔ اشتیاق احمدؒ نے اس رسالے کو چار چاند لگائے۔ اب اشتیاق احمدؒ کا حلقہ مزید وسیع ہو گیا اور طلبہ علماء اور اہل مدارس ان کے مداحوں اور قارئین میں شمار ہونے لگے۔ چونکہ میں روزنامہ اسلام کا مستقل قاری تھا۔ اس لئے اب اشتیاق احمدؒ سے از سر نو تحریر کا رشتہ جڑ گیا۔ ان کے ناولوں کا پیش لفظ ’’دو باتیں‘‘ کے نام سے معنون تھا۔ جو بچوں اور بڑوں میں یکساں مقبول تھا۔ میں نے انہیں بار ہا خط لکھے۔ انہوں نے نہ صرف جواب سے نوازا بلکہ بعض دفعہ خطوط رسالے میں شائع بھی کئے۔ مثلاً یکم جنوری ۲۰۰۹ء کو ایک قومی اخبار نے اپنی اشاعت کے دس برس پورے ہونے پر خصوصی ایڈیشن نکالا اور اہم پاکستانی شخصیات کے ضمن میں ڈاکٹر عبدالسلام کا تذکرہ کیا اور اسے مسلمان سائنسدان لکھا۔ قادیانیوں نے بعض کم فہم مسلمانوں کے منہ میں یہ لفظ ڈال دیا ہے کہ وہ پہلا مسلمان سائنسدان ہے جسے نوبل انعام ملا۔ میں نے احتجاجی مراسلے تمام اخبارات کو لکھے۔ جناب اشتیاق احمد نے میرا خط من وعن رسالے میں چھاپ دیا۔ اس پر کئی قارئین نے انہیں خطوط لکھے کہ ہمیں ڈاکٹر عبدالسلام کے قادیانی ہونے کا اب پتہ چلا۔ کیونکہ کورس کی کتابوں میں اس کا نام مسلم سائنسدانوں میں شامل ہے۔

اشتیاق احمد، عبداللہ فارانی اور سرور مجذوب کے فرضی ناموں سے بھی خوب لکھتے رہے۔ سیرت النبی ﷺ قدم بہ قدم اور خلافت راشدہ قدم بہ قدم ان کی یاد دلاتی رہیں گی۔ انہوں نے ’’بچوں کا اسلام‘‘ کا ’’ختم نبوت نمبر‘‘ بھی نکالا۔ اپنی وفات سے قبل بھی اشتیاق احمد اکتوبر ۲۰۱۵ء کو چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لائے اور شوریٰ کے اجلاس میں بھی شرکت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام عطاء فرمائیں اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی خدمات کو قبول و منظور فرمائیں۔ آمین!

نسخہ جوہر زیتون
لعنت اللہ علی الکاذبین ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
قیمت بمعہ ڈاک خرچ بمعہ ڈاک کمیشن 1500/- روپے
فوائد جوہر زیتون
جوہر زیتون جوڑوں کے درد کا مکمل علاج
• جوہر زیتون: جوڑوں کا درد، کمر درد، ٹانگ کا درد ختم کرتا ہے۔
• جوہر زیتون: پٹھوں کی کمزوری جوڑوں پر سوجن و ورم ختم کرتا ہے۔
• جوہر زیتون: گنٹھیا، مہروں کا درد، کمر درد و کمزوری ختم کرتا ہے۔
• جوہر زیتون: تمام اعصابی درد کو ختم کرتا ہے۔
جوہر زیتون
0308-7575666
0345-2366562
شعبہ طب نبوی دارالخدمت
قائم شدہ 1950

تحفظ ختم نبوۃ کے مثالی ثبوت ...... مولانا عبدالغنی شاہجہاں پوریؒ

قسط نمبر:6

شاہ عالم گورکھپوری دارالعلوم دیوبند

وفات اور تدفین

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحبؒ کی وفات ۷ رجب ۱۳۸۸ھ مطابق یکم اکتوبر بروز سہ شنبہ بوقت ۲ ربجے شب ۱۹۶۸ء میں شاہجہاں پور میں ہوئی اور تدفین محلّہ علی زئی کے قدیم قبرستان میں ہوئی۔ انتقال کی خبر دیتے ہوئے روزنامہ الجمعیۃ دہلی نے حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن واصف کے حوالے سے جو خبر شائع کی ہے وہ حسب ذیل ہے:

ایک اور محدث ومفتی چل بسا

یہ خبر انتہائی حزن وملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالغنی سابق شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۶۸ء کو شاہ جہاں پور میں اپنے مکان پر وفات پاگئے۔ آپ اصل میں (مقام کا نام صاف نہیں پڑھا جارہا ہے حروف مٹے ہوئے ہیں۔ لیکن دوسری خبروں میں مقام کا نام ’’مالیر کوٹلہ، پنجاب‘‘ واضح ہے۔ شاہ عالم) مالیر کوٹلہ کے باشندہ تھے۔ ایام طفلی میں دہلی تشریف لائے اور اس وقت جبکہ مدرسہ امینیہ شہری مسجد چاندنی چوک میں جاری ہوا تھا، داخلہ لے کر تعلیم شروع کی۔ دورۂ حدیث حضرت مفتی اعظم علامہ مفتی کفایت اللہؒ سے پڑھا۔ پھر حضرت مفتی اعظمؒ نے آپ کو اپنی جگہ پر مدرسہ عین العلم شاہجہاں پور میں صدر مدرس کے عہدے پر بھیج دیا۔ تقریباً چالیس برس تک آپ وہاں پر رہے۔ آپ نے شاہجہاں پور کو اپنا مستقل وطن بنالیا تھا۔ شادی بھی شاہجہاں پور میں ہوئی تھی۔ ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء میں آپ مدرسہ امینیہ میں شیخ الحدیث ومفتی کے عہدے پر تشریف لائے۔ اب چار برس سے اپنے ضعف ونقاہت کی وجہ سے شاہجہاں پور میں ہی قیام پذیر تھے۔ آپ حضرت مفتی اعظم کے تلامذہ میں علم و فضل اور فن افتاء کی حیثیت سے ایک ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اعلیٰ علیین میں مقام رفیع عطا فرمائے۔ ہم تمام خدام مدرسہ امینیہ آپ کے بڑے فرزند مولوی عبدالحی آشفتہ کے ساتھ اس غم میں شریک ہیں اور صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ حفیظ الرحمٰن واصف مہتمم مدرسہ امینیہ اسلامیہ کشمیری دروازہ دہلی

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی۔ جلد نمبر ۵۳۔ شمارہ نمبر ۲۷۳، ۱۲ رجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۸/۱۰ اکتوبر ۱۹۶۸ء منگل صفحہ ۲)

بذریعہ ڈاک خبر دیتے ہوئے روزنامہ الجمعیۃ دہلی میں مفتی محمد کفایت اللہؒ (ثالث) تحریر فرماتے ہیں:

مولانا مفتی عبدالغنی صاحب شاہجہاں پوری کا انتقال پرملال

شاہجہاں پور (بذریعہ ڈاک) نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع کی جاتی ہے کہ بتاریخ ۷ رجب ۱۳۸۸ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۶۸ء یوم سہ شنبہ بوقت ۲ بجے شب حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب کا انتقال ہوگیا۔ مولانا مرحوم ریاست مالیر کوٹلہ (پنجاب) کے باشندہ تھے۔ آپ کا علمی گھرانہ تھا۔ مولانا کے والد صاحب فارسی وعربی کے فاضل عالم تھے۔ مرحوم نے فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم اپنے مکان پر حاصل کی تھی پھر دہلی تشریف لے گئے تھے اور وہاں وقت کے متبحر علماء سے منقولات ومعقولات کی تعلیم حاصل کی تھی۔ آخر میں مدرسہ امینیہ میں داخل ہوگئے تھے اور حدیث وفقہ کی تکمیل آپ نے حضرت العلامہ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحبؒ سے کی تھی۔ مولانا مرحوم حضرت مفتی صاحب کے خاص تلامذہ میں تھے۔ مولانا کی عمر تقریباً ۸۵ سال ہوگی۔ حضرت مولانا نے مدرسہ عین العلم میں صدر مدرسی وافتاء کے فرائض تقریباً چالیس سال تک بڑی خوبی اور نیک نامی کے ساتھ انجام دیئے۔ اور آپ بخاری شریف، ترمذی شریف، تفسیر بیضاوی شریف، ہدایہ وصحاح ستہ کی تعلیم دیتے رہے۔

مرحوم کا سانحہ ارتحال ایک ایسا حادثہ ہے کہ اس پر جس قدر بھی رنج وغم کیا جائے کم ہے۔ آپ کی وفات سے علمی دنیا میں ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے کہ اس کا پر ہونا مشکل ہے۔ جملہ بھائیوں سے درخواست ہے کہ مولانا کے واسطے ایصال ثواب کریں۔ اور حق تعالیٰ سے اُن کے لئے رحم وکرم اور مغفرت کی دعا فرمائیں۔

محمد کفایت، صدر مدرس مدرسہ سعیدیہ جامع مسجد، شاہجہاں پور۔

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی، جلد نمبر ۵۳ شمارہ نمبر ۱۸۲، بدھ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۸ء، صفحہ ۴)

ختم نبوت کانفرنسیں

الانبیاء ﷺ کے عنوان سے عالمی مجلس

تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ چند ایک کی رپورٹ پیش خدمت ہے: جامع مسجد شہزاد کالونی فیصل آباد میں ۶ ربیع الاول کو ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی مہمان خصوصی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب تھے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا سیرت اور ختم نبوت کے عنوان پر تفصیلی بیان ہوا۔ اختتامی دعا حضرت شاہ صاحب نے کرائی۔ دینہ کی مکی مسجد میں سیرت مصطفیٰ کانفرنس مورخہ ۱۰ ربیع الاول کو منعقد ہوئی۔ جس میں دیگر علماء کرام کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل اور مفتی خالد میر کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت

قسط نمبر:1

مولانا مفتی محمد شفیع ؒ

آنحضرت ﷺ پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام ہوگیا۔آپ ﷺ آخری نبی اور رسول ہیں۔

اسلام کے بدیہی عقائد سے مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی ہمیشہ واقف رہے ہیں اور چودہ سو برس کی تاریخ میں یہ بحث کبھی نہیں پیدا ہوئی کہ نبوت کی بھی کچھ قسمیں ہوتی ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم آخرالزمان ﷺ کے بعد بھی باقی ہے۔نبوت کی تشریعی اور غیر تشریعی، ظلی و بروزی یا مجازی اور لغوی اقسام کا نہ قرآن وحدیث میں کوئی اشارہ تک ملتا ہے، نہ علمائے امت ان سے واقف تھے۔البتہ اس دور میں تعلیمات اسلامی سے عام غفلت اور جہالت نے اور فتنوں کی طرح اس فتنے کا در بھی وا کیا۔سب سے پہلے باب اور بہا کے فرقے نے اس مسئلے میں اجماع امت سے اختلاف کیا۔مگر وہ بھی اس کو علمی رنگ نہ دے سکا۔اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے بحث کا دروازہ کھولا۔مگر اس بحث میں بھی اس قدر الجھاؤ اور تضاد کی کارفرمائی ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی تین فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ایک فرقہ ان کو صاحب شریعت نبی اور رسول مانتا ہے۔یہ ظہیر الدین اروپی کا فرقہ ہے۔دوسرا ان کو غیر تشریعی نبی کہتا ہے۔یہ قادیانی پارٹی ہے۔جس کا مرکز اب ربوہ میں ہے۔تیسرا فرقہ مرزا قادیانی کو رسول نہیں بلکہ مسیح موعود یا مہدی موعود قرار دیتا ہے۔یہ لاہوری پارٹی ہے۔

قادیانی مغالطے

حقیقت میں مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت میں ایک تدریجی ارتقاء ہے۔ابتداء میں ان کا عقیدہ جمہور اہل سنت کے مطابق تھا۔۲۳؍اکتوبر ۱۸۹۱ء کو انہوں نے جامع مسجد دہلی کے ایک جلسۂ عام میں ایک تحریری بیان دیا۔جس میں کہا گیا: ”اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار کرتا ہوں کہ جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں، اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو، اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (تبلیغ رسالت حصہ دوم ص۴۴)

پھر ۱۸۹۹ء کے بعد مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں نبی اور خاتم النّبیین کی انوکھی تعریف پیش کرنا شروع کردی۔مثلاً: ”اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔یعنی آپ ﷺ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔اس وجہ سے آپ ﷺ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔یعنی

آپ ﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔“ (حقیقت الوحی ص۹۷ حاشیہ، از مباحثہ راولپنڈی ص۱۴۱)

اس عبارت میں انہوں نے اپنے نبی ہونے کے لئے گویا دلیل بیان کی ہے۔ بالآخر بیسویں صدی کے اوائل میں انہوں نے کھلے طور پر رسالت اور وحی اور نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ مثلاً: ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص۱۱)

”حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ، بلکہ ہزار دفعہ۔“ (براہین احمدیہ ص۲۹۸)

اور اس کے بعد تو انہوں نے تمام تکلفات کو بالائے طاق رکھ کر نہ صرف صاحب شریعت رسول ہونے کا دعویٰ کیا، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ہمسری بلکہ ان سے افضلیت کا دعویٰ کیا۔ ان کی توہین میں متعدد عبارتیں لکھیں۔ حتیٰ کہ خود سرور کونین ﷺ سے اپنے آپ کو بڑھانے کی جسارت سے بھی باز نہ آئے۔

”محمد میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔“
(نزول المسیح ص۹۶)

اس منزل پر پہنچ گئے تو مرزا قادیانی نے عامۃ المسلمین سے علیحدہ ایک امت کی بنیاد ڈالی اور یہ اعلان کر دیا کہ: ”ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“
(حقیقت الوحی ص۱۶۳، از خاتمہ بحث ص۲۶)

ان کی تحریروں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو جب نبی بننے کا شوق دامن گیر ہوا تو خاتم النبیین اور مسئلہ نبوت کو اپنی راہ میں حائل پا کر انہوں نے اس کی تحریف وتاویل شروع کر دی۔ کبھی خاتم النبیین ہی کے معنی بدل کر مہر نبوت قرار دیا۔ کبھی ختم نبوت کے معنی اپنے مشہور ومعروف معنی میں رکھ کر ظلی بروزی قسم کی نبوتیں ایجاد کیں اور ظل نبی کو (معاذ اللہ) عین محمد واحمد بتلا کر ختم نبوت کی زد سے باہر آنے کی سعی فرمائی اور کہیں ختم نبوت میں یہ شرط بڑھا کر اس سے گلوخلاصی کی کوشش کی کہ ختم ہونے والی نبوت تو وہ ہے، جس کے ساتھ شریعت بھی ہو۔ مطلق نبوت کا اختتام مراد نہیں۔

ایک منصف مزاج اور سلیم الفہم آدمی کے لئے تو خود مرزا قادیانی کی متضاد اور بے تکی باتیں ہی ان کے دعاوی اور عقائد کو یکسر مسترد کر دینے کو کافی ہیں۔ تاہم عام مسلمانوں کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے مسئلہ ختم نبوت کے تمام پہلوؤں کو قرآن، حدیث، آثار صحابہ اور سلف صالحین وعلمائے دین کے اقوال کے ذریعے واضح کرنا ضروری ہے۔　　جاری ہے!

ایک تحریری علمی مناظرہ

آخری قسط

حضرت مولانا بلال احمد دہلوی ؒ

اسلام میں عقل سلیم کا مقام

لیکن اسلام چونکہ ایک عالمگیر اور فطری مذہب ہے۔اس لئے اس نے انسانی فطری تقاضوں کو دبایا نہیں بلکہ ان کی اصلاح کر کے ان کی ہمت افزائی کی ہے۔اسی بنیاد پر اسلام نے انسانی جوہر عقل سلیم کو عضو معطل بنا کر نہیں چھوڑا جس طرح دیگر مذاہب عالم نے عقل کے ساتھ ناانصافی کی۔اسلام نے عقلی صلاحیتوں کو جائز مقام دیا اور یہ تعلیم دی کہ عقل انسانی مذہبی اعتقاد میں مؤید ثابت ہو سکتی ہے۔لیکن مثبت نہیں ہو سکتی ہے۔یہی حال صاحب مراسلہ کا بھی ہے کہ اعتقادی مسئلہ کو عقلی دلائل کی روشنی میں سمجھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ جب کوئی بات قرآن وحدیث سے ثابت ہو جائے تو پھر اس کے اثبات کے لئے عقلی دلائل کا سہارا لینا اسلام میں کفر والحاد کو دعوت دینا ہے۔اس لئے علماء حق نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ عقلی دلائل سے اسلامی احکام کی تائید کی جاسکتی ہے۔لیکن احکام کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

جہنم کے دائمی ہونے پر عقلی دلائل

عقلی دلائل سے اسلامی احکام کی تائید کی جاسکتی ہے۔لیکن احکام کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔بہر حال جب ہم اس مسئلہ پر بغرض تائید غور کرتے ہیں تو عقل سلیم ہمارے موقف کی تائید کرتی ہے اور یہ نتائج سامنے آتے ہیں کہ اگر جہنم کو اور عذاب کو دائمی تسلیم نہ کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ محدود سزا پانے کے بعد تمام انسان جنت میں داخل ہوں گے تو اس خیال سے کفار کو اپنے کفر پر اور گنہگاروں کو اپنے گناہوں پر جرأت ہو جائے گی۔اس طرح لوگوں میں کفر ومعصیت اور عام ہو جائے گی۔اس لئے کہ یہ فطری قانون ہے کہ جب سزا میں تخفیف ہوتی ہے تو نافرمانی پر جرأت بڑھ جاتی ہے اور جہنم کے فنا ہونے کا مطلب یقیناً سزا میں تخفیف ہے۔ اس کا عام مشاہدہ ہے۔جب ملک کا حاکم جرائم یا بغاوت کی سزا کے نفاذ میں نرمی اختیار کرتا ہے تو جرائم کی کثرت بڑھ جاتی ہے اور قوم کے غدار لوگ بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔بس یہی حالت اللہ تعالیٰ کے ان نافرمان بندوں کی ہے۔جو کفر اختیار کرتے ہیں اور اپنے اختیار سے دیدہ ودانستہ معصیت کا ارتکاب کرتے ہیں اور علی الاعلان اس سے بغاوت کرتے ہیں۔اگر اس حالت میں ان کو اس طرح نہ ڈرایا جائے کہ اگر تم اپنے کفر اور معصیت پر اسی طرح قائم رہے تو یاد رکھو ایک دن ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے اور پھر کسی صورت سے بھی جہنم سے خلاصی نہ ہوگی اور ہمیشہ کے لئے عذاب میں مبتلا رہو گے۔الغرض کفار اور

مشرکین کے لئے دائمی عذاب ان کے شرک وکفر جیسے بڑے گناہ کے عین مطابق ہے۔ اس لئے کہ عام اصول ہے کہ جرم جتنا بڑا ہوگا سزا اتنی بڑی ہوگی۔ دوسری دلیل یہ ہے اگر کفار کو بھی سزا پانے کے بعد جنت میں داخل کردیا جائے گا تو اس طرح اہل جنت اور اہل کفر دونوں برابر ہو جائیں گے اور اس کی نفی تو خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے: ’’أفنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون (قلم:۳۵،۳۶)‘‘

﴿پس کیا ہم فرمانبرداروں اور نافرمان دونوں کو برابر کردیں گے۔ کیا ہوا تمہیں تم کیا خراب فیصلہ کرتے ہو۔﴾

اگر اس آیت پر غور کیا جائے تو یہی آیت کافی ہے۔ اس لئے کہ ایک مسلم ہے اور ایک مجرم ہے۔ مسلم وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو ایک اللہ کے حوالہ کردیتا ہے اور پوری زندگی اس کی مرضی کے مطابق گزارتا ہے۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور عطاء کا مستحق بن جاتا ہے۔ دوسری طرف مجرم ہے جو سرے سے ہی اللہ تعالیٰ کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ ہر قدم پر اس کی مخالفت اور اپنے نفس کی اتباع کرتا ہے۔ اس طرح یہ شخص اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق بن جاتا ہے۔ اب اگر مرنے کے بعد دونوں کو ایک ہی مقام دیا جائے تو یہ حق تلفی نہیں ہوگی؟ یقیناً یہ بات اللہ جل شانہ کی شان کے خلاف ہے۔ عذاب جہنم کے دائمی ہونے پر صاحب مراسلہ نے سب سے بڑا اعتراض یہ کیا ہے کہ اگر عذاب جہنم کو دائمی تسلیم کیا جائے تو محدود اعمال کی غیرمحدود سزا دینا لازم آتا ہے اور یہ عدل وانصاف کے خلاف ہے۔

عذاب کے دائمی ہونے کی نفی پر عقلی دلیل

لکھتے ہیں: قرآن مجید اور احادیث سے ہمارا استدلال یہ ہے کہ جنت چونکہ خدا تعالیٰ کا انعام ہے۔ اس لئے وہ دائمی ہے اور انسان کے محدود اعمال کی غیرمحدود جزا خدا تعالیٰ کی صفت رحم ہے۔ مگر جہنم دائمی نہیں ہے۔ کیونکہ انسان کے محدود برے اعمال کی سزا غیرمحدود ظلم ہوگی۔

عقلی دلیل کا جواب

یہ عقلی اعتراض اس انداز سے کرنا ابہام پیدا کرتا ہے۔ اس لئے کہ غیرمحدود سزا صرف کفار کو ملے گی۔ بقیہ وہ حضرات جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ وہ ضرور جنت میں داخل ہوں گے۔ البتہ کفار کے لئے یہ غیرمحدود سزا عدل وانصاف کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ ان کا کفر پر تاحیات قائم رہنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اگر ان کو دنیا میں دائمی حیات بھی حاصل ہوتی تو یہ تب بھی کفر پر ہی قائم رہتے۔ اللہ جل شانہ نے اس حقیقت کو اس آیت میں اس طرح بیان کیا ہے: ’’ومن الذین اشرکوا یود احدهم لو یعمّر الف سنة وماهو بمزحزحه من العذاب ان یعمّر (بقرة:۹۶)‘‘ ﴿مشرکین میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ ایک ہزار برس تک کی عمر پائے۔ حالانکہ یہ اس قدر عمر اس کو عذاب سے نہیں بچاسکتی ہے۔﴾

اس آیت میں واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ مشرکین اپنے کفروشرک پر اس حد تک قائم ہیں کہ اب وہ کسی صورت میں بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ جب ان کو عمر کا طویل حصہ ملا اور ہدایت کے لئے رسل اورانبیاء علیہم السلام آئے تو انہوں نے ہدایت قبول نہیں کی۔ اس طرح اگر ان کو ایک ہزار برس کی بھی عمر مل جائے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی نیت ہی کفروشرک پر قائم رہنے کی تھی۔ اس لئے اگر ان کو مرد وہ بھی سنا دیا جاتا کہ تم کو دنیا میں دائمی حیات حاصل ہوگئی تو بھی یہ کفروشرک پر قائم رہتے۔ لیکن دنیا میں چونکہ کسی کو دائمی حیات حاصل نہیں ہوگی۔ یہ مشیت الٰہی کے خلاف ہے۔ اس لئے ان کی اسی نیت پر فیصلہ کیا جائے گا کہ ان کا کفروشرک اور برے اعمال غیر محدود مدت تک قائم رہتے اگر ان کو دائمی حیات حاصل ہوتی۔ لیکن دنیا میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ان کے غیر محدود کفروشرک کی نیت کی بناء پر ان کو غیر محدود دائمی عذاب ہوگا اور چونکہ اعمال کا مدار نیت پر ہی ہوتا ہے اور اعمال کا فیصلہ بھی نیت کے صحیح یا غلط ہونے پر ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’انما الاعمال بالنیات (بخاری ج۱ ص۲)‘‘ ﴿اعمال کا مدار نیتوں پر ہی ہوتا ہے۔﴾

اسی طرح اہل جنت کو جو دائمی نجات ملے گی وہ بھی اہل ایمان کے ایمان پر غیر محدود زمانے تک رہنے کی نیت پر ملے گی۔ کیونکہ اگر اہل ایمان کو دنیا میں دائمی حیات حاصل ہوتی تو وہ یقیناً دائمی طور پر ایمان پر قائم رہتے۔ درمیان میں تیسرا گروہ ان حضرات کا ہے جو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ گنہگار بھی ہوں گے۔ یہاں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا معاملہ فرمائیں گے۔ معمولی سزا دے کر جنت میں داخل فرمائیں گے اور کسی کو بغیر سزا کے معاف فرمادیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ’’فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء (البقرہ:۲۸٤)‘‘ ﴿پس اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں معاف فرماتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں سزا دیتے ہیں۔﴾

اس کے بعد صاحب مراسلہ نے اپنے موقف کی تائید میں حضرت ابن عباسؓ کی حدیث پیش کی: ’’للرحمۃ خلقھم ولم یخلقھم للعذاب‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو رحم کے لئے پیدا کیا ہے۔ عذاب کے لئے نہیں پیدا کیا۔﴾

اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’دنیوی حکومتیں کسی کے جرم کے مطابق سزا دیتی ہیں اور جرم سے زائد سزا دیں تو وہ ظالم کہلاتی ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی ہی حکومت اس قدر ظالم ہے کہ محدود اعمال کی غیر محدود سزا دے عقل اس خیال کی سختی سے تردید کرتی ہے۔‘‘

آپ نے اس روایت سے جو استدلال کیا ہے وہ خود آپ کے نزدیک بھی مسلم نہیں ہے۔ کیونکہ ابن عباسؓ کی حدیث سے جو استدلال آپ نے کیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس روایت سے

مطلق عذاب کی نفی ہو رہی ہے۔ حالانکہ وقتی اور محدود عذاب کے تو آپ بھی قائل ہیں۔ جس کو آپ نے اپنے مراسلہ میں روحانی اصلاح کے لئے ہسپتال کی حیثیت دی ہے تو معلوم ہوا کہ صاحب مراسلہ خود اس حدیث پر صحیح عقیدہ نہیں رکھتے ہیں اور فہم حدیث میں ان سے تقصیر ہوئی اور اس تقصیر کی بنیاد پر غلط استدلال کیا ہے۔ اگر مذکورہ حدیث کو اپنے ظاہری مفہوم میں لیا جائے تو یہ حدیث بظاہر نص صریح قرآن پاک کی اس آیت کے خلاف معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکثر جن وانس کو عذاب کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

”ولقد ذرأنا لجهنم كثيراً من الجن و الانس“ اور البتہ ہم نے پیدا کئے ہیں۔ بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم جن وانس کی ایک بڑی تعداد جہنم میں جائے گی اور آپ کی پیش کی ہوئی حدیث عذاب کی مطلق نفی کرتی ہے تو اب فیصلہ خود صاحب مراسلہ کریں۔ جب قرآن وحدیث میں اس جیسا باہمی تعارض ہو تو کس پر عمل کرنا چاہئے۔ اس بنیاد پر علم اصول حدیث وضع کئے تاکہ جو ظاہری تعارض یا عدم مطابقت پائی جاتی ہے۔ اس کو دور کیا جائے۔ ان اصول کو ہم پچھلے صفحات میں قدرے تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔

بہرحال اگر حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے تو یقیناً قرآن پاک کی آیت کو ترجیح دی جائے گی اور حدیث میں تاویل کی جائے گی اور وہ تاویل یہ ہے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان رحمت سے بعید ہے کہ تمام مخلوق کو جہنم میں ڈال دے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بہت سے انسانوں کے گناہ معاف فرما کر جنت میں داخل کریں گے۔ لیکن وہ لوگ جن کا کفر وشرک کی حالت میں انتقال ہوا۔ جن کی تعداد از روئے قرآن زیادہ ہے۔ یہ سب جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ الغرض مذکورہ حدیث سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جن کی نیکیاں اور برائیاں دونوں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو معاف فرما کر جنت میں داخل فرمائیں گے اور آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا کفر وشرک کی حالت میں انتقال ہوا۔ ان کو جہنم کا دائمی عذاب ہوگا۔ اس حدیث کی شرح کرنے کے بعد صاحب مراسلہ نے اللہ تعالیٰ کی حکومت کو دنیا کی حکومت پر قیاس کیا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری مثال نہیں ہے اور نہ کوئی مجھ جیسا ہے کائنات میں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ليس كمثله شيء (الشوریٰ:۱۱)“ ﴿اس کے مثل یعنی اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں۔ (زمین وآسمان میں)﴾

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کے مشابہ یا مثل کوئی نہیں ہے تو اس طرح اس کی صفات میں بھی کوئی شریک نہیں ہے۔ لہٰذا یہ قیاس کرنا قطعی غلط ہے۔ یہاں پھر صاحب مراسلہ نے پہلی بات دہرائی ہے۔ محدود اعمال کی غیر محدود سزا دینا ظلم ہے۔ اس کا مفصل جواب پچھلے صفحات میں لکھ آئے ہیں۔ ان کی دائمی عذاب ان کی کفر کی دائمی نیت کی بناء پر دیا جارہا ہے۔ اس لئے جب ان کو اتنی طویل عمر عطاء کی اور وہ ایمان نہ لائے

تو اگر اس سے بھی زیادہ عمر دی جاتی تو بھی یہ ایمان نہ لاتے۔ اسی لئے کفار جب جہنم میں پکار پکار کر کہیں گے: ”ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظالمون (مؤمنون:۱۰۷)“ ﴿اے ہمارے پروردگار تو ہم کو نکال اس سے پس اگر ہم دوبارہ لوٹے تو بیشک ہم ظالم ہوں گے۔﴾

اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرمائیں گے: ”قال اخسئوا فیہا ولا تکلمون“ کہا تم پڑے رہو ذلت کے ساتھ اسی جہنم میں اور تم مجھ سے بات نہ کرو۔ اہل جہنم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے یہ سوال وجواب بتا رہے ہیں کہ یہ لوگ خدا کی رحمت کے قطعاً مستحق نہ ہوں گے۔ جب کسی سے حد درجہ نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے تو آخری کلام یہی ہوتا ہے کہ آئندہ مجھ سے بات نہ کی جائے۔ اس انداز سخن سے ہمدردیوں کے تمام پہلو یکسر مفقود ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد پھر کسی رحمت کی امید رکھنا متوقع نہیں۔ صاحب مراسلہ نے اپنے مراسلہ کو ختم کرتے ہوئے ناصحانہ انداز اختیار کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ”یہ خالص علمی مسئلہ ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منفذ تفکر کا راستہ بند نہیں کیا ہے۔ بلکہ اسے پسند فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا آپ آزادانہ طور پر غور کریں۔ یقیناً آپ ہماری ہمنوائی کو پسند کریں گے۔ کیونکہ یہی امر روح قرآن اور ہمارے پیارے آقا ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے کہ جہنم دائمی نہیں ہے۔“

اس انداز تحریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ اصل مقصد مسئلہ کی افہام وتفہیم نہیں ہے۔ بلکہ اس ناصحانہ انداز سے یہ صاحب اپنے دین مرزائیت کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ انداز ہمیشہ اقلیتی فرقوں کا رہا ہے۔ اس طرح یہ بھی عام سیدھے سادھے مسلمان لوگوں کو دین مرزائیت کے دام فریب پھنسا لیتے ہیں۔ لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ یہ انداز اخلاقی اقدار کے منافی ہے کہ کسی مسئلہ کا سہارا لے کر عام ناواقف لوگوں کو اپنے دین مرزائیت کے دجل وفریب میں پھنسائیں۔ لیکن اب یہ ممکن نہیں رہا۔ اس لئے کہ ختم نبوت کو پاکستان میں دستوری تحفظ حاصل ہوچکا ہے اور تمام دنیا میں مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹ کی قلعی کھل چکی ہے۔ اب یہ بھی ممکن نہیں رہا کہ اس انداز سے دین مرزائیت کی تبلیغ کی جاسکے۔

ایں خیال است ومحال است وجنون

ختم نبوت کانفرنسیں

النبی ﷺ کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا۔

مولانا شجاع آبادی، مولانا محمد عارف شامی اور مولانا عاطف نے خطاب کیا۔ ۲۷؍دسمبر بعد از نماز عشاء

النبی ﷺ منعقد ہوا۔ مولانا محمد اسماعیل اور عارف شامی نے

خطاب کیا۔ صدارت قاری محمد ریاض نے کی۔ نعتیہ کلام فیصل بلال صاحب نے پیش کیا۔

قادیانی اور کلمہ طیبہ

مولانا محمد علی صدیقی

اخبار جنگ میں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے عنوان کے تحت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ایک سائل کے سوال ''کسی غیر مسلم کو مسلم بنانے کا طریقہ کیا ہے؟'' کے جواب میں فرمایا کہ: ''غیر مسلم کو کلمہ شہادت پڑھا دیجئے مسلمان ہو جائے گا۔'' اس جواب کے مدنظر سائل نے ایک اور سوال پوچھا:

سوال: اگر مسلمان ہونے کے لئے صرف کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے تو پھر قادیانیوں کو باوجود کلمہ شہادت پڑھنے کے غیر مسلم کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ ازراہ کرم اپنے جواب پر نظر ثانی فرما دیں۔ آپ نے تو اس جواب سے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔ قادیانی اس جواب کو اپنی مسلمانی کے لئے بطور سند پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں گے اور آپ کو بھی خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا؟

جواب: مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت کے ساتھ خلاف اسلام مذاہب سے بیزار ہونا اور ان کو چھوڑنے کا عزم کرنا بھی شرط ہے۔ یہ شرط میں نے اس لئے نہیں لکھی تھی کہ جو شخص اسلام لانے کے لئے آئے گا ظاہر ہے کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑنے کا عزم لے کر ہی آئے گا۔ باقی قادیانی حضرات اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ بلکہ مرزا قادیانی کی پیروی کرنے، ان کی بیعت کرنے میں شامل ہونے سے مسلمان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے انہیں یہ الہام کیا ہے کہ: ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (تذکرہ طبع چہارم ص۳۳۶)

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (آئینہ صداقت ص۳۵)

مرزا قادیانی کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں: ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا۔ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

قادیانیوں سے کہو کہ ذرا اس آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ کر بات کیا کریں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۱ ص۱۹۹، فتاویٰ ختم نبوت ج۱ ص۳۲،۳۳)

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ..... ادارہ

ارمغانِ قانی: تالیف: مولانا نور اللہ نوروز یرستانی: صفحات: ۲۹۴: قیمت درج نہیں: ناشر و ملنے کا پتہ: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد براستہ نوشہرہ خیبر پختون خواہ!

حضرت مولانا محمد ابراہیم قانی کی حیات وخدمات، افادات، مقالات ومکتوبات اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات پر منظوم خراج تحسین۔ کو اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ جو ایک عظیم علمی، تاریخی، ادبی تحفہ مرتب ہوگیا ہے۔ امید ہے کہ اہل علم پسند کریں گے۔

سیرت سیدنا عمر فاروقؓ: مصنف: مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی: صفحات: ۵۹۲: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور۔

یہ کتاب دین اسلام کے عظیم جرنیل، جلیل القدر صحابی رسول، سید عمر فاروقؓ کی سیرت طیبہ پر لکھی گئی ہے۔ چودہ سو سالوں سے یہ امت سیدنا فاروق اعظمؓ کی سیرت کو مختلف پہلوؤں سے اجاگر کر رہی ہے۔ مؤلف موصوف نے بھی سیدنا عمر فاروقؓ کی ابتدائی زندگی، قبول اسلام تا ہجرت مدینہ، مسند خلافت، حضور ﷺ کا اقارب سے خصوصی مراسم، احتسابی نظام، کارنامے و عجائبات اور سانحہ شہادت جیسے دس اہم ابواب پر اس کتاب کو ترتیب دیا ہے جو یقیناً اہل ذوق حضرات کے علم میں اضافے کا باعث ہے۔ کتاب کا ٹائٹل خوبصورت چہار رنگ، بہترین ترتیب اور عمدہ ورق ہے۔

معارف القرآن فی تفسیر القرآن:

مولانا عبدالقیوم قاسمی، مدیر القاسمی اکیڈمی مدرسہ معارف اسلامیہ سعید آباد، کراچی نے معارف القرآن فی تفسیر القرآن کے نام پر چھ جلدوں میں تفسیر لکھی ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی کا ہے اور تفسیر مولانا عبدالقیوم قاسمی کے قلم سے ہے۔ درجنوں علماء اور دور حاضر کے اکابر کی اس پر تقریظات اور تصدیقات نے کتاب کی ثقاہت پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ پہلی جلد میں سورۂ فاتحہ سے سورۂ آل عمران کی ۲۸۴ صفحات پر تفسیر شامل ہے۔ جو چھپ گئی ہے باقی جلدیں پریس میں ہیں۔ مصنف نے مقدمہ میں اس تفسیر کے دس امتیازات شمار کرائے ہیں۔ جن میں فرق باطلہ کی تردید کا بھی ذکر ہے۔ گویا احکام ومسائل کے علاوہ علم الکلام کو بھی یہ تفسیر محیط ہے۔ مندرجہ بالا پتہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ مصنف کی محنت قابل داد ہے۔ اہل علم اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ حق تعالیٰ مصنف کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے وافر حصہ نصیب فرمائیں۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

سہ ماہی اجلاس مبلغین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حضرات کا سہ ماہی اجلاس مورخہ ۲۷، ۲۸؍ربیع الاوّل ۱۴۳۷ھ مطابق ۸، ۹؍جنوری ۲۰۱۶ء کو دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی مختلف نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ اور حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کی۔ اجلاس میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا مختار احمد، مولانا تجمل حسین، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا محمد یونس، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسحق ساقی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی عبدالخالق، مولانا محمد اقبال، مولانا محمد حمزہ لقمان، مولانا عابد کمال، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا زاہد وسیم، مولانا محمد قاسم سیوطی، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا غلام حسین، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا عبدالستار گورمانی نے شرکت کی۔ اجلاس میں سہ سالہ ممبر سازی کا آغاز کیا گیا اور طے ہوا کہ جہاں پچیس ممبر ہوں وہاں مجلس کا یونٹ تشکیل دیا جائے گا۔ ایک سے پچیس ممبران پر ایک رکن مرکزی مجلس عمومی کے لئے منتخب کیا جائے گا۔ جو پچیس سے ایک سو تک۔ ایک سو ایک پر دو، دو سو ایک پر تین ممبران مرکزی نمائندے ہوں گے۔ ممبر سازی کا سلسلہ تیس شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ تک جاری رہے گا۔ بعد ازاں مجالس کی تشکیلات عمل میں لائی جائیں گی۔ درج ذیل حضرات کو ناظم انتخابات مقرر کیا گیا۔

مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد ڈویژن، مولانا محمد علی صدیقی میرپورخاص ڈویژن، مولانا مختار احمد تھرپارکر، بدین، عمرکوٹ، مولانا تجمل حسین نواب شاہ ڈویژن، مولانا محمد حسین ناصر سکھر ڈویژن، مولانا مفتی راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازیخان، راجن پور، مولانا قاضی عبدالخالق مظفر گڑھ، لیہ، مولانا حمزہ لقمان بھکر، ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا محمد نعیم میانوالی، خوشاب، مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا غلام مصطفیٰ چنیوٹ، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، وہاڑی، مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال، پاکپتن، مولانا عبدالرزاق قصور، اوکاڑہ، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور، مولانا عبدالنعیم شیخوپورہ، مولانا محمد خالد عابد ننکانہ، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، نارووال، مولانا عبدالرشید سیال فیصل آباد، مولانا خبیب احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، گجرات، مولانا محمد عارف گوجرانوالہ، حافظ آباد،

مولانا مفتی خالد میر آزاد کشمیر اور مولانا محمد وسیم اسلم ملتان۔مندرجہ بالا علماء کرام اپنے اپنے حلقوں میں اپنی نگرانی میں ممبر سازی اور انتخابات کرائیں گے۔مقامی جماعتوں کو ممبر سازی کی بکوں کی ضرورت ہو تو مبلغ سے وصول کریں۔تاحیات ممبر سازی کے لئے فیس رکنیت پانچ سو روپے مقرر کی گئی اور مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ تاحیات فیس رکنیت کی رسید مرکزی بک پر کاٹیں اور ''مد'' کے خانہ میں تاحیات فیس رکنیت لکھیں۔مقامی جماعتوں کو براہ راست رکنیت سازی بکیں نہیں بھجوائی جائیں گی۔رکنیت سازی کے بعد جدید انتخابات کے اجلاس سے گذشتہ عہدہ دار کالعدم تصور ہوں گے۔ممبر سازی ۳۰ رشعبان المعظم تک مکمل کر لی جائے۔

اجلاس میں درج ذیل مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔حضرت مولانا محمد عبداللہ، حاجی اشتیاق احمد، حضرت مولانا سید عبدالمجید شاہ ندیم، حاجی ریاض الحسن گنگوہی، مولانا سید درمحمد شاہ، مولانا محمد عبداللہ شیخ الحدیث، مولانا محمد طیب علوی، مولانا سید مسعود الحسن، مولانا عبدالبر محمد قاسم، مولانا محمد یامین۔

بعض علاقوں میں مقامی احباب کی کاوشوں سے معروف چوکوں کا نام ختم نبوت چوک رکھا گیا۔علماء کرام کے اجلاس نے اس کا بھرپور خیر مقدم کیا اور اس تجویز وقبول کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔ملک کے کئی ایک علاقوں میں ختم نبوت کانفرنسیں تجویز کی گئیں۔بعض علاقوں میں ختم نبوت کورسسز کا فیصلہ کیا گیا۔آئندہ سہ ماہی کے لئے احتساب قادیانیت کی جلد نمبر ۲۷ (ستائیس) تجویز کی گئی۔نیز آئندہ اجلاس جمادی الثانی کے آخر میں تجویز کیا گیا۔

ختم نبوت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شہر سلطان کے زیر اہتمام ۱۲،۱۳،۱۴ر دسمبر کو تین روزہ ختم نبوت کورس جامع مسجد مہاجرین میں منعقد ہوا۔کورس کا دورانیہ بعد نماز مغرب تا عشاء تھا۔۱۲ر دسمبر ضلعی مبلغ مولانا قاضی عبدالخالق نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت پر لیکچر دیا۔۱۳ر دسمبر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرائط نبوت پر سبق پڑھایا اور نوٹس لکھوائے۔۱۴ر دسمبر کو مولانا محمد اسماعیل نے حیات اور رفع ونزول مسیح علیہ السلام پر عام فہم لیکچر دیا۔سامعین سینکڑوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔جس میں سے اکثر کاروباری اور ملازمین حضرات تھے۔کورس کا انتظام مولانا عبدالرؤف خطیب مدنیہ مسجد اور مولانا ندیم عباس خطیب جامع مسجد مہاجرین نے کیا۔

ختم نبوت کنونشن

۱۴ر دسمبر قبل از نماز ظہر مدنیہ مسجد (درکھاناں والی) شہر سلطان میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔جس کی صدارت مولانا عبدالرؤف نے کی مہمان خصوصی مولانا عبدالکریم خطیب جامع مسجد ختم نبوت پرمٹ تھے۔کنونشن میں کثیر تعداد میں شہر اور مضافات کے علماء کرام نے شرکت کی۔مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے علماء کرام کی ختم نبوت کی ذمہ داری کے عنوان سے خطاب کیا۔

جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری میں

شان مصطفیٰ ﷺ کانفرنس، ہزاروں افراد کی شرکت

18ویں سالانہ عظیم الشان شان مصطفیٰ ﷺ کانفرنس جامع مسجد مولانا احمد علی لاہور نور محلہ اچھرہ لاہور میں مولانا ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری کی سرپرستی میں منعقد ہوئی کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن اور مولانا مفتی عبدالرحمٰن نے صدارت کی جبکہ کانفرنس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا عبدالحمید وٹو، مولانا محمد رفیق جامی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری سید انوار الحسن شاہ، قاری احسان اللہ فاروقی، قاری محمد ادریس آصف، طاہر بلال چشتی، حافظ محمد شریف منچن آبادی، محمد ابوبکر مدنی، مولانا شاہد عمران عارفی، مولانا محمد قاسم گجر، رانا محمد عثمان قصوری، مولانا احمد علی ثانی، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد عابد و دیگر علماء کرام نے شرکت کی، کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ سیرت النبی ﷺ ہر انسان کے لیے مشعل راہ ہے سیرت اپنانے سے ہی دنیا اور آخرت میں کامیابی نصیب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو انسانیت کا نجات دہندہ بنا کر مبعوث کیا قیامت تک آپ ﷺ کی حیات طیبہ پر عمل کرنے سے ہی کامیابی ملے گی نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو قابل تقلید ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ مسلمان تمام فروعی اختلافات ترک کر کے مشترکات کو ترجیح دیں عشق رسول ﷺ کے بغیر زندگی فضول ہے اور عشق رسول کا تقاضا ہے کہ مسلمان احکامات الٰہیہ اور سنت رسول ﷺ پر عمل کریں انہوں نے کہا کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ساتھ مشن مصطفیٰ پر بھی عمل کیا جائے، ذکر مصطفیٰ ﷺ کسی ایک مہینے تک مخصوص نہیں رہنا چاہیے بلکہ اہل ایمان ہر لحہ نبی مکرم ﷺ کا ذکر خیر کریں۔ کانفرنس کا اہتمام جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری کے امام وخطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور کے جنرل سیکرٹری مولانا قاری علیم الدین شاکر نے کیا کانفرنس کے آخر میں قرعہ اندازی کے ذریعے 5 خوش نصیب شرکاء کو عمرہ کے ٹکٹ بمع پیکج دیے گئے۔

ضروری اعلان

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں جن حضرات نے نمایاں خدمات سرانجام دیں ان حضرات کے تذکرہ پر مشتمل ایک مجموعہ بنام **”گلستان ختم نبوت کے گل ہائے رنگارنگ“** کی تیاری پیش نظر ہے۔ اس میں تمام مکاتب فکر کے علماء، مشائخ، سیاستدان، صحافی، قانون دان، جماعتوں کے رہنما اور کارکن سب کا تذکرہ شامل ہوگا۔ اس سلسلہ میں الحمدللہ! بہت سارا مواد جمع ہوگیا ہے۔ مزید محنت جاری ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ ملک بھر کے اس سلسلہ میں دلچسپی رکھنے والے حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کی فوت شدہ شخصیات کی ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں خدمات پر مختصر اور جامع نوٹ بمع تاریخ وفات کے ارسال فرمائیں۔ اس اعلان کے چھپنے کے بعد دو ہفتہ کے اندر اندر رجسٹرڈ ڈاک سے ذیل کے پتہ پر بھجوا دیا جائے۔ اختصار کو مدنظر رکھا جائے۔

(مولانا) اللہ وسایا

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

اسلام زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد
بیاد
سید عطاء اللہ شاہ بخاری
سید محمد یوسف بنوری
خان محمد
عظیم الشان
ختم نبوت کانفرنس
بنوں
بتاریخ 25 مارچ
جمعۃ المبارک
8 بجے صبح تا عصر
بمقام
حافظ جی مسجد
بالمقابل صدر تھانہ بنوں
پرانا سبزی منڈی
حضرت مولانا
عبدالرزاق اسکندر
صاحب
عبدالغفور
صاحب
خصوصی آمد
حضرت مولانا
صاحبزادہ خواجہ
عزیز احمد
صاحب
مہمان خصوصی
حضرت مولانا
اللہ وسایا
مفتی
شہاب الدین
پوپلزئی
حضرت مولانا
عزیز الرحمن ثانی
صاحب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں
0332-8102222
0311-5793023
0334-8919294
0311-6471010
0300-9060101

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

عبدالمجید لدھیانوی — قاری خلیل احمد بندھانی

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس

عظیم الشان

سائیں عبدالصمد ھالیجوی

قاری شکیل احمد بندھانی

بشیر احمد شاہ

13 فروری 2016 ہفتہ بعد نماز مغرب

مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر

سعود افضل — عبدالباری — عبدالوہاب — محمد حنیف — عطا محمد — اسد اللہ — نذیر احمد

محمد اسعد تھانوی — عبداللطیف — عبدالقیوم ھالیجوی — محمد حسین — قاری جمیل احمد بندھانی

حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب جالندھری

صاحبزادہ حضرت مولانا سعید یوسف صاحب پلندری

حضرت مولانا اللہ وسایا

عبدالمجیب قریشی — قاری احسان احمد — حضرت مولانا راشد خالد محمود سومرو — زین العابدین — سید سراج احمد شاہ

محمد ایوب شاہ — الٰہی بخش — محمد رمضان — شفیع محمد — تجمل حسین — رشید احمد — محمد میر معاویہ — محمد مبشر حسین

امیر آغا سید محمد شاہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سکھر

0302-3623805
0300-3131165